﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 14 | جمعۃ المبارک 07 / دسمبر 2007ء | 27 / ذی القعدہ 1428 ہجری قمری ۞ 07 / فتح 1386 ہجری شمسی | شمارہ 49

منافقوں پر سب سے گراں نماز

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”منافقوں پر سب سے گراں نماز عشاء اور فجر ہے“۔ اور فرمایا: ”کاش کہ وہ جانتے جو ثواب عشاء اور فجر کی نماز میں ہے“۔

(صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب ذکر العشاء)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

تمام راحت انسان کی خدا تعالیٰ کے قرب اور محبت میں ہے اور جب اس سے علاقہ توڑ کر دنیا کی طرف جھکے تو یہ جہنمی زندگی ہے۔

یقین تین قسم کا ہوتاہے ۔ علم الیقین،عین الیقین اور حق الیقین۔

کافوری اور زنجبیلی شربت اور چشمۂ سلسبیل کی پُرمعارف تشریحات۔

”اور پھر سزا جزا کے بارے میں فرمایا۔ جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ (الشوریٰ: 41)۔ یعنی بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے۔ دانت کے عوض دانت اور آنکھ کے عوض آنکھ گالی کے عوض گالی۔ اور جو شخص معاف کر دے مگر ایسا معاف کرنا جس کا نتیجہ کوئی اصلاح ہو، نہ کوئی خرابی۔ یعنی جس بات کو معاف کیا گیا ہے وہ کچھ سدھر جائے اور بدی سے باز آجائے تو اِس شرط سے معاف کرنا انتقام سے بہتر ہوگا اور معاف کرنے والے کو اس کا بدلہ ملے گا۔ یہ نہیں کہ ہر ایک محل بے محل میں ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دی جائے۔ یہ تو دُور از حکمت ہے۔ اور بعض اوقات بدوں سے نیکی کرنا ایسا مضر ہو جاتا ہے کہ گویا نیکوں سے بدی کی ہے۔ اور پھر فرمایا:- اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (حم السّجدہ: 35)۔ یعنی اگر کوئی تجھ سے نیکی کرے تو تُو اس سے زیادہ نیکی کر اور اگر تو ایسا کرے گا تو مابین تمہارے اگر کوئی عداوت بھی ہوگی تو وہ ایسی دوستی سے بدل جائے گی کہ گویا وہ شخص ایک دوست بھی ہے اور رشتہ دار بھی۔ اور فرمایا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا ۔ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا (الحجرات: 13)۔ لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ (الحجرات:12)۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات:14)۔ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ۔ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ (الحجرات:12)۔ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج: 31)۔ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا (الاحزاب:71)۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا (آل عمران:104)۔

یعنی چاہئے کہ ایک تمہارا دوسرے کا گلہ مت کرے۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ مُردے بھائی کا گوشت کھاؤ۔ اور چاہئے کہ ایک قوم دوسری قوم پر ہنسی نہ کرے کہ ہماری اونچی ذات اور اُن کی کم ہے۔ ممکن ہے کہ وہ تم سے بہتر ہوں۔ اور خدا کے نزدیک تو زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ نیکی اور پرہیزگاری سے حصّہ لیتا ہے۔ قوموں کا تفرقہ کچھ چیز نہیں ہے۔ اور تم بُرے ناموں سے جن سے لوگ چڑتے ہیں یا اپنی ہتک سمجھتے ہیں ان کو مت پکارو۔ ورنہ خدا کے نزدیک تمہارا نام بدکار ہوگا۔ اور بتوں سے اور جھوٹ سے پرہیز کرو کہ یہ دونوں ناپاک ہیں۔ اور جب بات کرو تو حکمت اور معقولیت سے کرو اور لغو گوئی سے بچو۔ اور چاہئے کہ تمہارے تمام اعضاء اور تمام قوتیں خدا کی تابع ہوں اور تم سب ایک ہو کر اُس کی اطاعت میں لگو۔ اور پھر ایک مقام میں فرمایا: اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ۔ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ۔ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۔ ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ ۔ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ۔ ثُمَّ لَتَرَوُنَّھَا عَیْنَ الْیَقِیْنِ۔ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ۔ (سورۃ التکاثر:2 تا 9)۔ اے وے لوگو جو خدا سے غافل ہو! دنیا طلبی نے تمہیں غافل کیا یہاں تک کہ تم قبروں میں داخل ہو جاتے ہو اور غفلت سے باز نہیں آتے یہ تمہاری غلطی ہے اور عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا۔ پھر مَیں کہتا ہوں کہ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ اگر تمہیں یقینی علم حاصل ہو جائے تو تم علم کے ذریعہ سے سوچ کر کے اپنے جہنم کو دیکھ لو اور تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہاری زندگی جہنمی ہے۔ پھر اگر اس سے بڑھ کر تمہیں معرفت ہو جائے تو تم یقین کامل کی آنکھ سے دیکھ لو کہ تمہاری زندگی جہنمی ہے۔ پھر وہ وقت بھی آتا ہے کہ تم جہنم میں ڈالے جاؤ گے اور ہر ایک عیاشی اور بے اعتدالی سے پوچھے جاؤ گے۔ یعنی عذاب میں ماخوذ ہو کر حق الیقین تک پہنچ جاؤ گے۔ اِن آیات میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یقین تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ محض علم اور قیاس سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ کوئی دُور سے دھوآں دیکھے اور قیاس اور عقل کو دخل دے کر سمجھ لے کہ اس جگہ ضرور آگ ہوگی۔ اور پھر دوسری قسم یقین کی یہ ہے کہ اس آگ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ پھر تیسری قسم یقین کی یہ ہے کہ مثلاً اس آگ میں ہاتھ ڈال دے اور اس کی قوتِ احتراق سے مزہ چکھ لے۔ پس یہ تین قسمیں ہوئیں۔ علم الیقین - عین الیقین - حق الیقین۔

اِس آیت میں خدا تعالیٰ نے سمجھایا کہ تمام راحت انسان کی خدا تعالیٰ کے قرب اور محبت میں ہے اور جب اس سے علاقہ توڑ کر دنیا کی طرف جھکے تو یہ جہنمی زندگی ہے۔ اور اس جہنمی زندگی پر آخر کار ہر یک شخص اطلاع پالیتا ہے اور اگرچہ اس وقت اطلاع پاوے جبکہ یکدفعہ مال و متاع اور دنیا کے تعلقات کو چھوڑ کر مرنے لگے۔ اور پھر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ (الرحمن : 47)۔ یعنی جو شخص خدا تعالیٰ کے مقام اور عزّت کا پاس کر کے اور اس بات سے ڈر کر کہ ایک دن خدا کے حضور میں پوچھا جائے گا گناہ کو چھوڑتا ہے اُس کو دو بہشت عطا ہونگے (1) اوّل اِسی دنیا میں بہشتی زندگی اس کو عطا کی جاوے گی اور ایک پاک تبدیلی اس میں پیدا ہو جائے گی اور خدا اس کا متولّی اور متکفل ہوگا (2) دوسرے مرنے کے بعد جاودانی بہشت اس کو عطا کیا جائے گا۔ یہ اس لئے کہ وہ خدا سے ڈرا اور اس کو دنیا پر اور نفسانی جذبات پر مقدم کر لیا۔ پھر ایک اور جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَا وَاَغْلٰلًا وَّسَعِیْرًا۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُھَا کَافُوْرًا۔ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِھَا عِبَادُاللّٰہِ یُفَجِّرُوْنَھَا تَفْجِیْرًا (الدھر:5 تا 7)۔ وَیُسْقَوْنَ فِیْھَا کَاْسًا کَانَ مِزَاجُھَا زَنْجَبِیْلًا۔ عَیْنًا فِیْھَا تُسَمّٰی سَلْسَبِیْلًا (الدھر:18-19)۔ یعنی ہم نے کافروں کے لئے جو ہماری محبت دل میں نہیں رکھتے اور دنیا کی طرف جھکے ہوئے ہیں زنجیر اور طوقِ گردن اور دل کے جلنے کے سامان تیار کر رکھے ہیں اور دنیا کی محبت کی اُن کے پیروں میں زنجیریں ہیں اور گردنوں میں ترکِ خدا کا ایک طوق ہے جس سے سر اُٹھا کر اوپر کو نہیں دیکھ سکتے اور دنیا کی طرف جھکے جاتے ہیں۔ اور دنیا کی خواہشوں کی ہر وقت ان کے دلوں میں ایک جلن ہے۔ مگر وہ جو نیکوکار ہیں وہ اِسی دنیا میں ایسا کافوری شربت پی رہے ہیں جس نے ان کے دلوں میں سے دنیا کی محبت ٹھنڈی کر دی ہے اور دنیا طلبی کی پیاس بجھا دی ہے۔ کافوری شربت کا ایک چشمہ ہے جو ان کو عطا کیا جاتا ہے اور وہ اس چشمہ کو پھاڑ پھاڑ کر نہر کی صورت پر کر دیتے ہیں تا وہ نزدیک اور دُور کے پیاسوں کو اس میں شریک کر دیں۔ اور جب وہ چشمہ نہر کی صورت پر آجاتا ہے اور قوت ایمانی بڑھ جاتی ہے اور محبت الٰہی نشوونما پانے لگتی ہے تب اُن کو ایک اور شربت پلایا جاتا ہے جو زنجبیلی شربت کہلاتا ہے۔ یعنی پہلے تو وہ کافوری شربت پیتے ہیں جس کا کام صرف اس قدر ہے کہ دنیا کی محبت اُن کے دلوں پر سے ٹھنڈی کر دے لیکن بعد اس کے وہ ایک گرم شربت کے بھی محتاج ہیں تا خدا کی محبت کی گرمی اُن میں بھڑکے کیونکہ صرف بدی کا ترک کرنا کمال نہیں ہے۔ بس اِسی کا نام زنجبیلی شربت ہے۔ اور اس چشمہ کا نام سلسبیل ہے جس کے معنے ہیں خدا کی راہ پوچھ“۔

(”لیکچر لاہور“۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 156 تا 159)

اداریہ

مذہبی دہشت گردی کے اسباب اور اس کے خاتمہ کے لئے حکَم وعدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی احسن تجاویز

(دوسری قسط)

حکَم وعدل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے رسالہ ''گورنمنٹ انگریزی اور جہاد'' اور ''ضمیمہ رسالہ جہاد'' میں غلط نظریۂ جہاد اور اس کے نتیجہ میں ناحق کی خونریزیوں اور دہشت گردی کے واقعات کا محاکمہ فرماتے ہوئے اس صورتحال کی ذمہ داری جاہل مولویوں کے ساتھ ساتھ یورپ کے مُلّاؤں یعنی پادریوں پر بھی ڈالی ہے اور آپؑ کا یہ تجزیہ جیسے سوسال پہلے مبنی برحقیقت تھا، آج کے حالات پر بھی یہ سوفیصد اطلاق پا رہا ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

❁...... ''جیسا کہ **ایک طرف جاہل مولویوں** نے اصل حقیقت جہاد کو مخفی رکھ کر لوٹ مار اور قتل انسانی کے منصوبے عوام کو سکھائے اور اس کا نام جہاد رکھا ہے۔ اسی طرح **دوسری طرف پادری صاحبوں** نے بھی یہی کارروائی کی اور ہزاروں رسالے اور اشتہار اردو اور پشتو وغیرہ زبانوں میں چھپوا کر ہندوستان اور پنجاب اور سرحدی ملکوں میں اس مضمون کے شائع کئے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا ہے اور تلوار چلانے کا نام اسلام ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام نے جہاد کی دو گواہیاں پا کر یعنی ایک مولوی کی گواہی اور دوسری پادریوں کی شہادت اپنے وحشیانہ جوش میں ترقی کی''۔ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 10)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مذہبی اختلاف کی بنا پر غلط نظریہ جہاد کی وجہ سے ناحق خونریزی کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے اور اس کے ذمہ داران کا تعین کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

❁...... ''میرے نزدیک یہ واقعی اور یقینی امر ہے کہ یہ وحشیانہ عادت جو سرحدی افغانوں میں پائی جاتی ہے اور آئے دن کوئی نہ کوئی کسی بے گناہ کا خون کیا جاتا ہے۔ اس کے اسباب جیسا کہ مَیں بیان کر چکا ہوں دو ہیں:

(1) **اوّل وہ مولوی** جن کے عقائد میں یہ بات داخل ہے کہ غیر مذہب کے لوگوں اور خاص طور پر عیسائیوں کو قتل کرنا موجب ثواب عظیم ہے۔ اور اس سے بہشت کی وہ نعمتیں ملیں گی کہ وہ نہ نماز سے مل سکتی ہیں، نہ حج سے، نہ زکوٰۃ سے اور نہ کسی اور نیکی کے کام سے۔ مجھے خوب معلوم ہے کہ یہ لوگ در پردہ عوام الناس کے کان میں ایسے وعظ پہنچاتے رہتے ہیں۔ آخر دن رات ایسے وعظوں کو سن کر ان لوگوں کے دلوں پر جو حیوانات میں اور ان میں کچھ تھوڑا ہی فرق ہے بہت بڑا اثر ہوتا ہے اور وہ درندے ہو جاتے ہیں اور ان میں ایک ذرّہ رحم باقی نہیں رہتا اور ایسی بے رحمی سے خونریزیاں کرتے ہیں جن سے بدن کانپتا ہے۔ اور اگرچہ سرحدی اور افغانی ملکوں میں اس قسم کے مولوی بکثرت بھرے پڑے ہیں جو ایسے ایسے وعظ کیا کرتے ہیں مگر میری رائے تو یہ ہے کہ پنجاب اور ہندوستان بھی ایسے مولویوں سے خالی نہیں۔ اگر گورنمنٹ عالیہ نے یہ یقین کر لیا ہے کہ اس ملک کے تمام مولوی اس قسم کے خیالات سے پاک اور مبرّا ہیں تو یہ یقین بے شک نظر ثانی کے لائق ہے۔ میرے نزدیک اکثر مسجد نشین نادان مغلوب الغضب مُلّا ایسے ہیں کہ ان گندے خیالات سے بَری نہیں ہیں............

(2) **دوسرا سبب ان مجرمانہ خونریزیوں کا** جو غازی بننے کے بہانہ سے کی جاتی ہیں میری رائے میں **وہ پادری صاحبان بھی ہیں** جنہوں نے حد سے زیادہ اس بات پر زور دیا کہ اسلام میں جہاد فرض ہے اور دوسری قوموں کو قتل کرنا مسلمانوں کے مذہب میں بہت ثواب کی بات ہے۔ میرے خیال میں سرحدی لوگوں کو جہاد کے مسئلہ کی خبر بھی نہیں تھی۔ یہ تو پادری صاحبوں نے یاد دلایا۔

میرے پاس اس خیال کی تائید میں دلیل یہ ہے کہ جب تک پادری صاحبان کی طرف سے ایسے اخبار اور رسالے اور کتابیں سرحدی ملکوں میں شائع نہیں ہوئے تھے اس وقت تک ایسی وارداتیں بہت ہی کم سنی جاتی تھیں یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بالکل نہیں تھیں............ پھر جب پادری فنڈل صاحب نے 1849ء میں کتاب میزان الحق تالیف کر کے ہندوستان اور پنجاب اور سرحدی ملکوں میں شائع کی اور نہ فقط اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ السلام کی نسبت توہین کے کلمے استعمال کئے بلکہ لاکھوں انسانوں میں یہ شہرت دی کہ اسلام میں غیر مذہب کے لوگوں کو قتل کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ بڑا ثواب ہے۔ ان باتوں کو سن کر سرحدی حیوانات جن کو اپنے دین کی کچھ بھی خبر نہیں جاگ اٹھے اور یقین کر بیٹھے کہ درحقیقت ہمارے مذہب میں غیر مذہب کے لوگوں کو قتل کرنا بڑے ثواب کی بات ہے۔

مَیں نے غور کر کے سوچا ہے کہ اکثر سرحدی وارداتیں اور پُرجوش عداوت جو سرحدی لوگوں میں پیدا ہوئی اس کا سبب پادری صاحبوں کی وہ کتابیں ہیں جن میں وہ تیز زبانی اور بار بار جہاد کا ذکر لوگوں کو سنانے میں حد سے زیادہ گزر گئے............ پادری عمادالدین امرتسری اور چند دوسرے بدزبان پادریوں کی تیز اور گندی تحریروں نے ملک کی اندرونی محبت اور مصالحت کو بڑا نقصان پہنچایا اور ایسا ہی اور پادری صاحبوں کی کتابوں نے جن کی تفصیل کی ضرورت نہیں دلوں میں عداوت کا تخم بونے میں کمی نہیں کی''۔ (ایضًا صفحہ 19 تا 21)

❁......آپؑ فرماتے ہیں:

''اگرچہ ہمیں اسلام کے مُلّاؤں کی نسبت افسوس سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے ایک غلط مسئلہ جہاد کی پیروی کر کے سرحدی اقوام کو یہ سبق دیا کہ تا وہ ایک محسن گورنمنٹ کے معزز افسروں کے خون سے اپنی تلواروں کو سرخ کیا کریں............ مگر ساتھ ہی **یورپ کے مُلّاؤں پر بھی جو پادری ہیں** ہمیں افسوس ہے کہ انہوں نے ناحق تیز اور خلاف واقعہ تحریروں سے نادانوں کو جوش دلائے۔ ہزاروں دفعہ جہاد کا اعتراض پیش کر کے وحشی مسلمانوں کے دلوں میں یہ جما دیا کہ ان کے مذہب میں جہاد ایک ایسا طریق ہے جس سے جلد بہشت مل جاتا ہے......''۔ (ایضًا صفحہ 22)

❁...... ''......اگر ہم فرض کر لیں کہ اس فتنہ عوام کے جوش دلانے کے بڑے محرک اسلامی مولوی ہیں تاہم ہمارا انصاف ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم اقرار کریں کہ کسی قدر اس فتنہ انگیزی میں پادریوں کی وہ تحریریں بھی حصّہ دار ہیں جن سے آئے دن مسلمان شاکی نظر آتے ہیں۔ افسوس کہ بعض جاہل ایک حرکت کر کے الگ ہو جاتے ہیں اور گورنمنٹ......کو مشکلات پیش آتی ہیں''۔ (ایضًا صفحہ 22)

❁......الغرض حضور علیہ السلام اسلامی مولویوں کے ساتھ ساتھ پادریوں کو بھی خونریزی اور دہشت گردی کے واقعات پر اُکسانے اور امن عامہ میں خلل ڈالنے کا برابر کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''اس زمانہ کے مسلمانوں پر بھی افسوس ہے کہ وہ شریعت کے دوسرے حصّہ سے محروم ہو گئے ہیں جو ہمدردیٔ نوع انسان اور محبت اور خدمت پر موقوف ہے اور وہ توحید کا دعویٰ کر کے پھر ایسے وحشیانہ اخلاق میں مبتلا ہیں جو قابل شرم ہیں۔......لیکن افسوس کہ بعض ایسی تحریکیں ان کو پیش آ جاتی ہیں کہ جن سے وحشیانہ جذبات ان کے زندہ ہو جاتے ہیں اور وہ بعض کم سمجھ پادریوں کی تحریرات ہیں جو زہریلا اثر رکھتی ہیں...... جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت درجہ کی توہین اور تکذیب سے پُر ہیں۔ یہ ایسی کتابیں ہیں کہ جو شخص مسلمانوں میں سے ان کو پڑھے گا اگر اس کو صبر اور حلم سے اعلیٰ درجہ کا حصّہ نہیں تو بے اختیار جوش میں آ جائے گا۔ کیونکہ ان کتابوں میں علمی بیان کی نسبت سخت کلامی بہت ہے جس کی عام مسلمان برداشت نہیں کر سکتے............

اب بھی آئے دن پادری صاحبوں کی طرف سے ایسی تحریریں نکلتی رہتی ہیں کہ جو زود رنج اور تیز طبع مسلمان ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ نہایت خوفناک کارروائی ہے کہ ایک طرف تو پادری صاحبان یہ جھوٹا الزام مسلمانوں کو دیتے ہیں کہ ان کو قرآن میں ہمیشہ اور ہر زمانہ میں جہاد کا حکم ہے گویا وہ ان کو جہاد کی رسم یاد دلاتے رہتے ہیں۔ اور پھر تیز تحریریں نکال کر ان میں اشتعال پیدا کرتے رہتے ہیں۔ نہ معلوم کہ یہ لوگ کیسے سیدھے ہیں کہ یہ خیال نہیں کرتے کہ ان دونوں طریقوں کو ملانے سے ایک خوفناک نتیجہ کا احتمال ہے......غرض اس جگہ ہم مولویوں کا کیا شکوہ کریں خود پادری صاحبوں کا ہمیں شکوہ ہے کہ وہ راہ انہوں نے اختیار نہیں کی جو درحقیقت سچی تھی''۔

(ضمیمہ رسالہ جہاد۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 30-32)

آسمانی نور سے منور اور الٰہی بصیرت سے معمور، کامل عدل وانصاف پر مبنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ تجزیہ آج کے حالات پر بھی پوری طرح صادق آ رہا ہے۔ اور آج کل کے دور میں بھی جو مذہبی جنونیت، انتہا پسندی اور دہشت گردی کے واقعات رُونما ہو رہے ہیں ان کے محرک بھی یہی دو گروہ ہیں۔ قارئین جانتے ہیں کہ گزشتہ سال پوپ صاحب نے بھی اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ اور قرآن مجید کے متعلق ایسی ہی نازیبا اور ناروا، خلاف حقیقت اور خلاف واقعہ دلآزار باتیں کر کے نہ صرف مغرب میں بلکہ ساری دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت کی آگ کو مزید ہوا دی تھی۔ فی زمانہ ریڈیو، ٹی وی، کتب، اخبارات وجرائد، انٹرنیٹ اور دوسرے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ دنیا کی مختلف زبانوں میں آئے دن پادریوں اور ان کے ہمنواؤں کی طرف سے دین اسلام کے متعلق یہ سراسر جھوٹا پراپیگنڈہ بڑے شدّ ومد سے کیا جاتا ہے کہ (نعوذ باللہ) اسلام ایک نہایت ہی ظالمانہ مذہب ہے اور جبر وتشدد اور قتل وغارت گری اور دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے۔ اسی طرح اسلام اور بانیٔ اسلام رحمۃ للعالمین ﷺ اور قرآن مجید پر افتراء پردازی سے کام لیتے ہوئے نہایت لغو، بیہودہ اور لچّر زبان میں خلافت حقیقت اعتراض کر کے مسلمانوں کے جذبات مجروح کئے جاتے ہیں۔ یورپ کے مُلّاؤں، پادریوں اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے، یا ان کی پشت پناہی اور سرپرستی میں ادیبوں، فنکاروں اور فلم پروڈیوسرز کی طرف سے یا اسلام سے برگشتہ فاسقانہ زندگی گزارنے والے نام نہاد دانشوروں اور مصنفوں کی طرف سے کبھی آنحضرت ﷺ اور اسلام کی مقدس ہستیوں کے توہین آمیز خاکے بنا کر اور کبھی اسلام کو بدنام کرنے والی نہایت ہی شرمناک فلمیں بنا کر نادان مغلوب الغضب مُلّاؤں اور پُرحکمت جدال سے عاری تیز طبع مسلمانوں کو اشتعال دلانے کی کارروائیاں ہوتی رہتی ہیں۔

ہمیں اس جگہ ان لوگوں کے ناموں کا ذکر کرنے یا اس کی تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک دانشمند بخوبی جانتا ہے کہ جب بھی مغربی پادریوں اور ان کے پروردہ مصنفین کی طرف سے ایسی قابل نفرین حرکات ہوتی ہیں تو ان کا نتیجہ یقیناً خوفناک ہوتا ہے۔ ان کے اس عمل اور اس پر ردّ عمل کے نتیجہ میں کیسے کیسے ہولناک واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں اور کس طرح سوسائٹی کا امن برباد ہوتا اور معصوموں کا خون بہتا ہے۔ اس کے ذمہ دار جیسے وہ نادان، جاہل مسلمان ہیں اسی طرح وہ پادری اور مغربی مصنفین بھی اس ظلم میں برابر کے حصّہ دار ہیں جو اپنی زہریلی تحریروں سے یہ آگ بھڑکاتے ہیں۔

الغرض جیسا کہ مامور زمانہ حکَم وعدل علیہ السلام نے فرمایا ہے آج مذہب کے نام پر مسلمانوں کی طرف سے ہونے والی دہشت گردی وخونریزی کے ذمہ دار یہی دو گروہ ہیں۔ اگر مغربی دنیا بھی اور مشرقی دنیا بھی سچے امن کی خواہاں ہے تو مسلمان علماء وعوام کو بھی اور مغربی حکومتوں اور پادریوں اور ان کے علماء وعوام کو بھی مامور زمانہ علیہ السلام کے اس عارفانہ تجزیہ کی روشنی میں اپنی سوچوں کو درست کرنا ہوگا اور اپنے رویّوں میں تبدیلی لانا ہوگی۔

(جاری ہے۔ باقی آئندہ شمارہ میں)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

غلط نظریۂ جہاد کے خونی نتائج

(پروفیسر راجا نصر اللہ خان۔ ربوہ)

صحیح اسلامی جہاد دین متین کا ایک اہم عنصر ہے اور یہ بھی واضح ہونا چاہئے کہ جہاد کا مفہوم بہت وسیع ہے جو وقت کے تقاضے اور حالات کے مطابق لازماً نافذ العمل ہوتا ہے۔ لیکن افسوس کہ بعض کم فہموں اور مذہبی انتہا پسندوں نے جہاد کا مطلب صرف قتال سمجھا ہے اور وہ بھی خدائی فوجدار کے طور پر۔ یعنی ان کے نزدیک دین منوانے میں جبر کرنا اور ہر طرح کے مخالفین کو تہِ تیغ کرنا عین جہاد ہے۔ (معاذ اللہ)۔

چونکہ چودھویں صدی ہجری میں بہت سے دینی مسائل اور احوال کی اصلاح ضروری تھی اس لئے بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دین میں رواج پا جانے والے ان تمام تاریک پہلوؤں اور ظلمت کدوں کو اپنی ربّانی معرفت اور اپنے علم کلام کی برکت سے دین حق کی اصل اور سچی اور دائمی سچائی اور نور سے الگ کر کے دکھا دیا۔ اور جہاں جہاں دین متین پر مخالفین اور معاندین نے ناجائز اعتراضات کئے تھے نیز علم وعرفانِ حقیقی سے یکسر تہی ''دعویداران علم وفضل'' نے اپنے غلط نظریات سے مخالفین کے بے شمار اعتراضات وتحریرات کو جو تقویت پہنچائی تھی حضرت مسیح موعودؑ نے ان سب کا پردہ چاک کر کے اور ان کا بے بنیاد ہونا ثابت کر کے دین اسلام کی اصل اور سچی تصویر اہل دنیا اور خصوصاً اہل اسلام کے سامنے پیش کی تا کہ وہ دین حق کی دائمی اور آفاقی سچائی اور برتری سے آگاہی حاصل کر سکیں۔

مسئلہ جہاد کے متعلق بصیرت افروز وضاحت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات اور ارشادات میں تفصیل سے نیز اپنے مختصر رسالہ ''گورنمنٹ انگریزی اور جہاد'' میں نہایت ہی واضح اور عام فہم الفاظ میں 'جہاد' جیسے اہم موضوع پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے اور ہر نوع کے قاری کو نہایت ہی حکیمانہ رنگ میں اس مسئلہ کے متعلق اطمینان بخش اور ایمان افروز حقائق سے آگاہ فرمایا ہے۔ متذکرہ رسالہ کا آغاز حضور نے ان الفاظ سے فرمایا ہے:۔

''جہاد کے مسئلہ کی فلاسفی اور اس کی اصل حقیقت ایسا ایک پیچیدہ امر اور دقیق نکتہ ہے کہ جس کے نہ سمجھنے کے باعث سے اس زمانہ اور ایسا ہی درمیانی زمانہ کے لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائی ہیں اور ہمیں نہایت شرم زدہ ہو کر قبول کرنا پڑتا ہے کہ ان خطرناک غلطیوں کی وجہ سے اسلام کے مخالفوں کو موقعہ ملا کہ وہ اسلام جیسے پاک اور مقدس مذہب کو جو سراسر قانونِ قدرت کا آئینہ اور زندہ خدا کا جلال ظاہر کرنے والا ہے مورد اعتراض ٹھہراتے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ جہاد کا لفظ جُہد کے لفظ سے مشتق ہے۔ جس کے معنے ہیں کوشش کرنا۔ اور پھر مجاز کے طور پر دینی لڑائیوں کے لئے بولا گیا''۔

(رسالہ گورنمنٹ انگریزی اورر جہاد۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 3)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:۔

''اب ہم اس سوال کا جواب لکھنا چاہتے ہیں کہ اسلام کو جہاد کی کیوں ضرورت پڑی اور جہاد کیا چیز ہے۔ سو واضح ہو کہ اسلام کو پیدا ہوتے ہی بڑی بڑی مشکلات کا سامنا پڑا تھا۔ اور تمام قومیں اس کی دشمن ہو گئی تھیں۔ جیسا کہ یہ ایک معمولی بات ہے کہ جب ایک نبی یا رسول خدا کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے اور اس کا فرقہ لوگوں کو ایک گروہ ہونہار اور راستباز اور باہمت اور ترقی کرنے والا دکھائی دیتا ہے تو اس کی نسبت موجودہ قوموں اور فرقوں کے دلوں میں ضرور ایک قسم کا بغض اور حسد پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ بالخصوص ہر ایک مذہب کے علماء اور گدی نشین تو بہت ہی بغض ظاہر کرتے ہیں۔ کیونکہ اس مردِ خدا کے ظہور سے ان کی آمدنیوں اور وجاہتوں میں فرق آتا ہے۔ ان کے شاگرد اور غلام ان کے دام سے باہر نکلنا شروع کرتے ہیں۔ کیونکہ تمام ایمانی اور اخلاقی اور عملی خوبیاں اس شخص میں پاتے ہیں جو خدا کی طرف سے پیدا ہوتا ہے''۔ (ایضًا صفحہ 3-4)

پھر فرماتے ہیں:۔

''یہی اسباب تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مشرکوں اور یہودیوں اور عیسائیوں کے عالموں کو نہ محض حق کے قبول کرنے سے محروم رکھا بلکہ سخت عداوت پر آمادہ کر دیا۔ لہذا وہ اس فکر میں لگ گئے کہ کسی طرح اسلام کو صفحۂ دنیا سے مٹا دیں .... اور انہوں نے دردناک طریقوں سے اکثر مسلمانوں کو ہلاک کیا اور ایک زمانہ دراز تک جو تیرہ برس کی مدت تھی ان کی طرف سے یہی کارروائی رہی اور نہایت بے رحمی کی طرز سے خدا کے وفادار بندے اور نوع انسان کے فخر اُن شریر درندوں کی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے اور یتیم بچے اور عاجز مسکین عورتیں کوچوں اور گلیوں میں ذبح کئے گئے۔ اس پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے قطعی طور پر یہ تاکید تھی کہ شر کا ہرگز مقابلہ نہ کرو۔ چنانچہ ان برگزیدہ راستبازوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کے خونوں سے کوچے سرخ ہو گئے پر انہوں نے دم نہ مارا۔ وہ قربانیوں کی طرح ذبح کئے گئے پر انہوں نے آہ نہ کی .... تب اس خدا نے جو نہیں چاہتا کہ زمین پر ظلم اور بے رحمی حد سے گزر جائے اپنے مظلوم بندوں کو یاد کیا اور اس کا غضب شریروں پر بھڑکا اور اس نے اپنی پاک کلام قرآن شریف کے ذریعہ سے اپنے مظلوم بندوں کو اطلاع دی کہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔ میں تمہیں آج سے مقابلہ کی اجازت دیتا ہوں۔ اور میں خدائے قادر ہوں ظالموں کو بے سزا نہیں چھوڑوں گا۔ یہ حکم تھا جس کا دوسرے لفظوں میں جہاد نام رکھا گیا۔ اور اس حکم کی اصل عبارت جو قرآن شریف میں اب تک موجود ہے یہ ہے:۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَ نَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍ (الحج: 40-41)

یعنی خدا نے ان مظلوم لوگوں کی جو قتل کئے جاتے ہیں اور ناحق اپنے وطن سے نکالے گئے فریاد سن لی اور ان کو مقابلہ کی اجازت دی گئی۔ اور خدا قادر ہے جو مظلوم کی مدد کرے۔ الجزو نمبر ۱۷ سورۃ الحج۔ مگر یہ حکم مختص الزمان والوقت تھا۔ ہمیشہ کے لئے نہیں تھا۔ بلکہ اس زمانہ کے متعلق تھا جبکہ اسلام میں داخل ہونے والے بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح کئے جاتے تھے۔ لیکن افسوس کہ نبوت اور خلافت کے زمانہ کے بعد اس مسئلہ جہاد کے سمجھنے میں جس کی اصل جڑ آیت کریمہ مذکورہ بالا ہے لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائیں اور ناحق مخلوق خدا کو تلوار کے ساتھ ذبح کرنا دینداری کا شعار سمجھا گیا''۔ (ایضًا صفحہ 4 تا 6)

جہاد بمعنی قتال کیوں ضروری نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے متذکرہ رسالہ میں فرماتے ہیں:۔

''یہ خیال ان کا ہرگز صحیح نہیں ہے کہ جب پہلے زمانہ میں جہاد روا رکھا گیا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اب حرام ہو جائے۔ اس کے ہمارے پاس دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ یہ خیال قیاس مع الفارق ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کسی پر تلوار نہیں اٹھائی بجز ان لوگوں کے جنہوں نے پہلے تلوار اٹھائی اور سخت بے رحمی سے بے گناہ اور پرہیزگار مردوں اور عورتوں اور بچوں کو قتل کیا اور ایسے دردانگیز طریقوں سے مارا کہ اب بھی ان قصوں کو پڑھ کر رونا آتا ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر فرض بھی کر لیں کہ اسلام میں ایسا ہی جہاد تھا جیسا کہ ان مولویوں کا خیال ہے۔ تاہم اس زمانہ میں وہ حکم قائم نہیں رہا کیونکہ لکھا ہے کہ جب مسیح موعود ظاہر ہو جائے گا تو سیفی جہاد اور مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کیونکہ مسیح نہ تو تلوار اٹھائے گا اور نہ کوئی اور زمینی ہتھیار ہاتھ میں پکڑے گا بلکہ اس کی دعا اس کا حربہ ہوگا''۔ (ایضاً صفحہ 8)

پھر اس زمانے کے لئے بخاری شریف کی حدیث کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ہائے افسوس! کیوں یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ تیرہ سو برس ہوئے کہ مسیح موعود کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے کلمہ یَضَعَ الْحَرْبُ جاری ہو چکا ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ مسیح موعود جب آئے گا تو لڑائیوں کا خاتمہ کر دے گا۔ اور اس کی طرف اشارہ اس قرآنی آیت کا ہے حَتّٰی تَضَعَ الحَرْبُ اَوْ زَارَھَا (محمد :5) یعنی اس وقت تک لڑائی کرو جب تک کہ مسیح کا وقت آ جائے۔ یہی تَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَھَا ہے۔ دیکھو صحیح بخاری موجود ہے جو قرآن شریف کے بعد اصح الکتب مانی گئی ہے۔ اس کو غور سے پڑھو۔ اے اسلام کے عالمو اور مولویو! میری بات سنو! میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب جہاد کا وقت نہیں ہے۔ خدا کے پاک نبی کے نافرمان مت بنو۔ مسیح موعود جو آنے والا تھا آ چکا''۔ (ایضًا صفحہ 8-9)

علمائے ظاہر کے غلط نظریئے سے شدید بدنامی

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے آجکل کے علمائے ظاہر کی اکثریت اور ان کے ہمنوا اپنے تشدد اور تنگ نظری اور باہمی قتل وغارت کی وجہ سے دین متین اور خود امت مسلمہ کے لئے بہت مشکل حالات پیدا کر رہے ہیں اور ان کی غلط تعلیم وروش کے باعث دنیا بھر میں اسلام اور مسلمانوں پر دہشت گردی (نعوذ باللہ) کا لیبل لگایا جا رہا ہے۔ مثال کے طور پر جماعت الدعوۃ کا یہ بیان پڑھئے جس میں اسلام کے بزور شمشیر پھیلنے کا مؤقف اختیار کیا گیا ہے۔ 25 نومبر 2002ء کے ''نوائے وقت'' کے صفحہ آخر پر ایک سرخی ہے:۔

''مفتی قادری وہی بات کر رہے ہیں جو قادیان والے کرتے ہیں''۔ جماعت الدعوۃ

اب بیان کا ایک حصہ ملاحظہ فرمائیے:۔

''جماعت الدعوۃ لاہور زون کے ناظم شمس الرحمٰن نے گزشتہ روز صوبائی وزیر برائے مذہبی امور مفتی غلام سرور قادری کے اس بیان پر کہ اسامہ اور حافظ سعید ایک سازش کے تحت جہاد کے نام پر اسلام کو بدنام کر رہے ہیں ردّ عمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ...... مفتی صاحب کہتے ہیں کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا مگر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ مجھے تلوار دے کر قیامت تک کے لئے مبعوث کیا گیا ہے حتیٰ کہ تمام لوگ اللہ وحدہٗ لاشریک کی گواہی دیں''۔

(نوائے وقت 25/ نومبر 2002ء صفحہ 11)

ضروری وضاحت

جماعت الدعوۃ کے مولوی صاحب نے اپنے بیان میں جو حوالہ دیا ہے ہماری معلومات کے مطابق وہ حدیث بخاری شریف کی ہے اور بالکل برحق ہے لیکن افسوس مولوی صاحب اس حدیث مبارکہ سے جو نتیجہ اخذ کرنا چاہتے ہیں یعنی اسلام تلوار سے پھیلا ہے وہ قطعاً درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ قرآن کریم میں یہ تلقین بطور قول فیصل موجود ہے۔ ''لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (بقرہ: 257) یعنی دین میں کوئی جبر نہیں''، اس لئے متذکرہ حدیث شریف کا پورا مفہوم سمجھنے کے لئے خداداد عقلِ سلیم کے ساتھ قرآن کریم میں مذکور ہدایات اور ارشادات پر غور کرنا ہوگا۔ سورۂ حج کی آیت نمبر 41,40 کی بنیاد پر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کا مفصل بیان زیر نظر مضمون کے شروع کے حصوں میں درج ہوا ہے جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ بے رحم کفار مکہ ابتدائی مسلمانوں کو یکطرفہ طور پر بے دریغ قتل وظلم کا نشانہ بناتے رہے۔ آخر معاندین اسلام کی بربریت کی حد ہو جانے پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مقابلہ کی اجازت دی۔ پھر اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اگر دشمن صلح پر آمادہ ہو جائے تو جنگ وقتال روک دیا جائے۔ چنانچہ سورۃ انفال رکوع 8 میں ارشاد ہوا: ''اور اگر وہ صلح کے لئے جھک جائیں تو تُو بھی اس کے لئے جھک جا''۔ (آیت 62)

سو واضح ہوا کہ اگر کفار کی سراسر زیادتی اور ظلم کی وجہ سے مسلمانوں کو تلوار اٹھانا پڑے تو وہ جنگ کریں حتیٰ کہ کفار صلح پر مجبور ہو جائیں یا کلمۂ توحید پڑھ کر اسلام

لے آئیں اور امن کی فضا قائم ہو جائے۔ پس متذکرہ حدیث شریف میں لفظ ''حتّٰی'' خود واضح کرتا ہے کہ مقصد اسلامی جنگ اور قتال کا ظلم اور لڑائی کا خاتمہ ہونا چاہئے نہ کہ جنگ کی ابتدا اور قتال کا پھیلاؤ۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ امر بھی بدیہی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ کلمۂ توحید کا اقرار کرنے والے کسی شخص پر تلوار اٹھانا قطعاً جائز نہیں۔ اس سلسلہ میں وہ حدیث ہمارے لئے مکمل رہنمائی مہیا فرماتی ہے جس کے مطابق حضرت رسولؐ مقبول نے اپنے مقرب صحابی حضرت اسامہؓ بن زید سے بہت ناراضگی کا اظہار فرمایا تھا کیونکہ حضرت اسامہؓ نے ایک کافر کو اس حالت میں قتل کر دیا تھا جب اس نے کلمۂ توحید پڑھ لیا تھا۔ حضرت اسامہؓ نے یہ عذر اختیار کیا کہ اس کافر نے دل سے کلمہ نہیں پڑھا تھا بلکہ جان کے خوف سے اس نے ایسا اقرار کیا۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت دکھ سے فرمایا کہ ''کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔ کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا؟'' یعنی حضرت شارع علیہ السلام نے اپنے ایک جیّد اور مقرب صحابی کو بھی اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہ کسی کلمہ گو کو قتل کرنے کا جواز ڈھونڈے۔

کچھ عرصہ سے ہمارے بہت سے صائب الرائے اہل علم و دانش اپنے مضامین میں یہ حقیقت بار بار واضح کر رہے ہیں کہ اسلام صلح و آشتی اور رواداری کا مذہب ہے جو دین میں جبر کو جائز نہیں رکھتا۔ جبکہ کم فہم علماء اس کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔ آیئے چند متوازن اور دردمندانہ تحریروں کے اقتباسات پڑھتے ہیں:۔

1۔ سید مشاہد حسین کا مضمون ''بنیاد پرستی کا تصادم'' (مطبوعہ نوائے وقت 23 جولائی 2002ء)۔

سابق مرکزی وزیر اور معروف مضمون نگار سید مشاہد حسین رقمطراز ہیں:۔

''لندن میں قیام پذیر پاکستان کے معروف انقلابی طارق علی کی کتاب ''بنیاد پرستی کا تصادم'' THE CLASH OF FUNDAMENTALISM سامنے آئی جو اس وقت سب سے زیادہ فروخت ہونے والی بے حد قابل مطالعہ کتاب ہے۔ اس کتاب میں یہ نکتہ اٹھایا گیا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ دراصل مختلف بنیاد پرستوں کا تصادم ہے اور اس میں مذہب اور سامراج نبرد آزما ہیں''۔

مضمون کے دوسرے کالم میں مشاہد حسین تحریر کرتے ہیں:۔

''تحمل اور برداشت اسلام کا بنیادی اصول ہے اور یہ خاصیت ترکی میں سلطنت عثمانیہ کی پانچ سو سالہ حکومت کے دوران نمایاں طور پر موجود تھی۔ اپنی کتاب میں طارق علی نے عثمانی حکومت کے دور کو کئی سطحوں پر بے حد نمایاں اور ممتاز قرار دیا ہے۔ یہ ایک کثیر المذہبی ریاست تھی جس میں یہودیوں اور عیسائیوں کے حقوق کو تسلیم کیا گیا تھا اور ان کو تحفظ فراہم کیا جاتا تھا۔ پرتگال سے جو بڑی کثیر تعداد میں یہودی نکالے گئے تھے انہیں سلطنت عثمانیہ کی سرزمین پر پناہ دی گئی''۔

''طارق علی نے سپین سے اسلام کی معدومی کو 1492ء میں مسلمانوں کی آخری شکست سے منسوب کیا ہے جب سپین میں داخلی طور پر تصادم اور کشت و خون شروع ہو گیا تھا۔ تخت نشینی کی جنگوں میں مسلمانوں نے اپنے ہم مذہبوں کو قتل کرنا شروع کر دیا، ان کی تمام توانائیاں سلب کر لیں اور اس عمل میں سب مسلمان کمزور ہوتے چلے گئے''۔

(اقتباسات از مضمون مطبوعہ ''نوائے وقت'' مورخہ 23 جولائی 2002ء)

2۔ معروف اور کہنہ مشق مضمون نگار ایم ایم حسن اپنے مضمون مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 6 ستمبر 2003ء کا آغاز ان تکلیف دہ حقائق سے کرتے ہیں:

''اگرچہ اسلام اور دہشت گردی ایک دوسرے کی ضد ہیں مگر ہماری بداعمالیوں نے وہ دن دکھایا ہے کہ اسلام کے نام پر وجود میں آنے والی اس پاک مملکت میں جسے بڑی قربانیاں دے کر حاصل کیا گیا تھا ان دنوں ''رحمت للعالمینؐ'' کے نام لیوا آپس میں قتل و غارتگری میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اور یہ نوبت آ گئی ہے کہ صرف مسلک کے اختلاف کی بنا پر بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے اور مساجد اور امام بارگاہوں پر مسلح حملے ہو رہے ہیں اور بے دریغ نمازیوں کا خون بہایا جا رہا ہے اور اکثر مقامات پر پولیس کے پہرے میں نماز ادا کی جاتی ہے''۔

آگے چل کر ایم۔ حسن لکھتے ہیں:

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے قول اور فعل سے امت کے لئے ایک نادر نمونہ پیش فرمایا ہے اور اللہ پاک نے آپ کی ذات کو تمام جہانوں کے لئے رحمت اور امت مسلمہ کے لئے بہترین نمونہ قرار دیا ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ آپؐ واقعی تمام مخلوق کے لئے سراپا رحمت تھے اس میں مسلم اور غیر مسلم کی کوئی قید نہ تھی''۔

(مضمون مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 6.9.2003)

3۔ نور اللہ حیات اپنے مضمون ''معاشرتی اصلاحات کی ضرورت'' مطبوعہ ''نوائے وقت'' مورخہ 18 اگست 2004ء کا آغاز اس پیرے سے کرتے ہیں:۔

''ملک میں دہشت گردی زوروں پر ہے اور حکومتی مشینری اس پر قابو پانے کیلئے اپنی پوری طاقت استعمال کر رہی ہے۔ صدر مملکت اور وزراء بیان پر بیان دے رہے ہیں کہ ہم دہشت گردی کا خاتمہ کر دیں گے۔ سینکڑوں دہشت گرد جیلوں میں بند ہیں اور درجنوں پولیس مقابلہ میں مارے جا چکے ہیں۔ اس سب کے باوجود دہشت گردی کے واقعات بڑھ رہے ہیں اور سنگین ہو رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا کینسر ہے جو گزشتہ پچاس سالوں سے پاک وطن کے جسم میں پل رہا ہے۔ اس کی تشخیص ہمیشہ ہی صحیح ہوتی ہے لیکن کبھی صحیح علاج نہیں ہوا''۔

پھر اکثر مساجد کے اندر کی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے ہوئے نور اللہ میاں تحریر کرتے ہیں:

''ملک کی اکثر مساجد کو دیکھ لیں۔ مدارس کے نظام اور سلیبس کو دیکھ لیں۔ کسی مذہبی دن پر کسی عالم دین کا خطاب سن لیں یا جمعۃ المبارک کی تقریر سن لیں۔ سپیکر کا رخ باہر کی طرف ہوگا۔ آواز میں وہ زور ہوگا کہ کانوں کے پردے پھٹے جا رہے ہوں گے۔ آدمی کی انسانی حس کو جگانے کی بجائے اس کی حیوانی حس کو بیدار کرنے کی کوشش ہوگی۔ معاشرتی برائیوں کے خلاف بولنے کی بجائے زور خطابت دوسرے مسالک کے خلاف ہوگا اور زبان اتنی گرم ہوگی کہ انگارے نکل رہے ہوں گے۔ اب آپ خود فیصلہ کیجئے کہ ہمارے نوجوان جو ایک طرف ہمارے سیاسی، معاشرتی اور تعلیمی نظام کی ناانصافیوں کے شکار ہیں۔ جب مدارس میں ایسی تعلیم اور مساجد میں ایسے خطاب سنیں گے تو وہ دہشت گرد نہیں تو کیا معاشرتی مصلح بنیں گے؟ حکومتی سطح پر انقلابی اصلاحات کی ضرورت ہے''۔

(مضمون مطبوعہ نوائے وقت 18.8.2004)

4۔ نوائے وقت کے ایک معروف مضمون نگار کرنل غلام سرور اپنے مضمون ''قومی یکجہتی...... وقت کی اہم ترین پکار'' میں انصاف کی اہمیت اور ملک کا عمومی احوال بیان کرتے ہیں:

''معاشرے کو اسلامی جذبے سے سرشار رکھنے کے لئے ہمیں انصاف کو ہر سطح پر پھیلانا ہوگا اور ناانصافی کو ختم کرنا ہوگا۔ ناانصافی سے ظلم، جبر و استحصال اور بحران پیدا ہوتے ہیں اور یہ بحران، فرد کی تخلیقی صلاحیت،...... اور زندگی میں کچھ کر دکھانے کی صلاحیت کو مردہ کر دیتا ہے اور پھر فکری، تہذیبی، ادبی، سیاسی، مذہبی اور معاشرتی سطح پر قوم رہنماؤں سے خالی ہو جاتی ہے۔ آج پاکستانی قوم کا المیہ یہ ہے کہ اس وقت نفاق ہمارا حقیقی دشمن ہے اور یہ اس وقت خود ہمارے اندر چھپا ہوا ہے۔ تعصب ہماری نظر ہے جس سے ہم ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں۔ ناانصافی ہمارا مزاج ہے جسے ہم نے اپنا رکھا ہے۔ منافقت اور ریاکاری ہمارا کردار ہے جس پر ہم زندگی بسر کر رہے ہیں''۔

(مضمون مطبوعہ نوائے وقت 15 اکتوبر 2004ء)

5۔ وطن عزیز کے معروف صحافی اور کالم نویس عبدالقدیر رشک اپنے مضمون ''مسلمانوں کی حالتِ زار پر پر جنرل مشرف کا مضمون'' کے پہلے کالم میں لکھتے ہیں:

''صدر مملکت جنرل پرویز مشرف کا وہ مضمون یقیناً قابل مطالعہ ہے جو جنرل صاحب نے انتہائی دردمندی کے ساتھ ایک امریکی اخبار میں لکھا۔ انہوں نے اپنے مضمون میں مسلمانوں کے انحطاط و زوال پر بصیرت آموز بلکہ عبرت آمیز روشنی ڈالی۔ مضمون میں وہ تمام سیاسی، سماجی، اقتصادی اور اخلاقی خرابیاں گنوائی گئیں جو بدقسمتی سے مسلمانوں میں پیدا ہوئی ہیں۔ اس وقت عالم اسلام کا نقشہ قابل ستائش نہیں۔ کشمیر سے فلسطین تک مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ افغانستان اور عراق میں مسلم عوام پر جو مظالم توڑے گئے کسی کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔ جنرل صاحب کو مضمون میں اعتراف کرنا پڑا کہ دہشت گردی، فرقہ پرستی اور ڈاکہ زنی میں ہم اپنی مثال آپ ہیں۔ ان خرابیوں کے باعث ہم زندگی کے کسی میدان میں بھی ترقی نہیں کر پائے۔

صدر مملکت کے حالیہ مضمون کی اشاعت سے بہت پہلے ملائیشیا کے سابق سربراہ ڈاکٹر مہاتیر محمد نے دلسوزی کے ساتھ عالمانہ انداز میں ان محرکات کا جائزہ لیا تھا جو مسلمانوں کے زوال کا موجب بنے اور انہوں نے دنیا کے قریباً ایک ارب مسلمانوں کو تباہی کی منزل سے ہمکنار کر دیا۔ وہ آج تک اپنے مسائل حل نہیں کر سکے''۔

(مضمون مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 11.6.2004)

6۔ پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ اور ذوالفقار علی بھٹو کے قریبی ساتھی محمد حنیف رامے ''اسلام کی روحانی قدریں...... موت نہیں، زندگی'' مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 28.11.05 میں علماء کی عمومی روش کا یوں رونا روتے ہیں:

''اگر اب بھی مسلمان الحمدللہ اسلام ہی میں پناہ ڈھونڈ رہے ہیں تو اس میں قباحت نہیں، خیر و خوبی ہے۔ البتہ ہمارے علماء انہیں اسلام کی جو شکل دکھا رہے ہیں اس پر جہاد کے مقدس نام سے نفرت کے لبادے اور ایک لہولہان نقاب پڑا ہوا ہے۔ اسلام کی طرف رجوع کرنے والوں کو خدا کا یہ فیصلہ نہیں بتایا جاتا کہ ''ایک بھی بے گناہ انسان کو جان سے مار دینے کا مطلب ہے گویا ہم نے ساری انسانیت کو قتل کر دیا''۔ الٹا انہیں نہ صرف غیر مسلموں کو قتل کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے بلکہ اپنے مخصوص فرقے سے الگ فرقے کے مسلمانوں کو بھی واجب القتل قرار دے کر مسجدوں اور امام بارگاہوں میں بھیجا جاتا ہے تاکہ خدا کے سامنے جھکے ہوئے بے گناہ نمازیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیں''۔

(مضمون مطبوعہ نوائے وقت 28.11.05)

کچھ معین واقعات کا اندوہناک تذکرہ

ہم نے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے دردمند اہل علم و قلم حضرات کے مختلف مضامین کے اقتباسات پیش کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام صلح و آشتی اور رواداری اور بھائی چارے کا مذہب ہے جو کسی انسان پر بھی ظلم اور دھونس و جبر روا نہیں رکھتا لیکن متشدد اور متعصب اور تنگ نظر فرقہ پرستوں کے عمل اور پرچار کی وجہ سے وطنِ عزیز زخم زخم اور داغ داغ نظر آتا ہے اور پورا عالم اسلام اس وقت نہایت ہی ضعف اور بے چارگی اور ناتوانی کی حالت میں چلا گیا ہے۔ لیکن دکھ کی بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں مذہب کے نام پر اور فرقہ پرستی کے جنون میں قتل و غارت کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ چنانچہ وسط 2003ء تا آخر 2005ء کی کچھ افسوسناک خبروں اور ان پر ہونے والے تبصروں و افکار کی کچھ تفصیلات ذیل میں درج کی جاتی ہیں:۔

۞...... مسجد کی تولیت پر ہنگامہ:

معروف مضمون نگار اور سابق ڈی۔ آئی۔ جی۔ ایم۔ ایم۔ حسن کا ایک مضمون بعنوان ''یہ اندازِ مسلمانی ہے؟'' نوائے وقت مورخہ 3/جون 2003ء میں شائع ہوا ہے اس کے کچھ حصے پڑھتے ہیں:

(ا) ''گزشتہ جمعۃ المبارک کو یہ سانحہ پیش آیا کہ سنّیوں کے دو دھڑوں میں نئی کراچی کے علاقہ میں ایک مسجد کی تولیت پر ایسا شدید جھگڑا ہو گیا کہ کشت و خون کی نوبت آ گئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سنّی تحریک

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ پر ایمان کا دعویٰ کر کے اپنے آپ کو مسلمان کہلوا کر پھر کمزوروں کے حقوق ادا نہ کرنا اور معاشرے کے امن کو برباد کرنا قابلِ گرفت ہے۔

ہمیشہ یتیموں کی ضرورتوں کا خیال رکھو اور خاص طور پر جو دین کی خاطر جان قربان کرتے ہیں ان کا تو بہت زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔

جھوٹے طریقے سے یتیم کو اس کے باپ کی جائیداد سے محروم کرنے کی کوشش نہ کریں۔

یتیم کی پرورش، اس کے مال کی حفاظت، اس کو معاشرے کا فعّال حصّہ بنانا ایک انتہائی اہم حکم ہے۔

بیواؤں اور مطلّقہ عورتوں کے حقوق سے متعلق قرآن مجید کی پُرحکمت تعلیم کا بیان اور اہم نصائح

یہ کامل غلبہ والے اور حکمت والے خدا تعالیٰ کے احکامات ہیں جن سے معاشرہ کا امن قائم ہوتا ہے، گھروں کا سکون قائم ہوتا ہے، نیکیاں پھیلتی ہیں۔

لیکن اگر ان باتوں کی طرف توجہ نہیں ہوگی تو جہاں معاشرے کا امن برباد ہوگا وہاں ایسا شخص پھر اس عزیز اور غالب خدا کی پکڑ میں آئے گا۔

پاکستان کے موجودہ حالات کے پیش نظر احباب کو خصوصی دعاؤں کی تحریک۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 16/نومبر 2007ء بمطابق 16/نبوت 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ -

وَيَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْيَتٰمٰى- قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ- وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ- وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ- وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ -اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (البقرة:221)

وَالَّذِيْنَ يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ- فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ - وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ -(البقرة:241)

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ -وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ -وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِکَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا- وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ- وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ- وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ-(البقرة:229)

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو معاشرے کے کمزور طبقے کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی ہے تاکہ اس طبقہ میں یہ احساس پیدا نہ ہو کہ ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، معاشرے میں ہماری کوئی حیثیت نہیں، زورآور اور طاقتور جس طرح چاہیں ہم سے سلوک کرتے رہیں۔ ہر آیت کے آخر پر عزیز اور حکیم کے الفاظ استعمال کر کے یہ احساس اس کمزور طبقے میں بھی پیدا کر دیا کہ اگر طاقت والے تمہارے سے زیادتی کریں اور تمہارے حقوق ادا نہ کریں تو ان کے اوپر ایک عزیز اور غالب خدا ہے جو پھر زیادتی کرنے والوں کو پکڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ جو میرے پُرحکمت احکامات پر صحیح طور پر عمل نہیں کرتے، مَیں جو سب طاقتوں کا سرچشمہ ہوں، ان کو پکڑوں گا۔ اسی طرح قرآن کریم کو الٰہی کتاب ماننے والوں کو بھی توجہ دلا دی کہ یہ حقوق ایسے نہیں کہ اگر تم ادا نہ کرتے ہوئے زیادتی بھی کر جاؤ تو کوئی حرج نہیں۔ فرمایا ہمیشہ ایک مسلمان کو، ایک مومن کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان باتوں پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ یہ معاشرے کے امن کی ضمانت ہیں۔ اِن پر عمل نہ کر کے صاحبِ اختیار لوگ معاشرے کے امن کو برباد کرنے والے ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ پر ایمان کا دعویٰ کر کے، اپنے آپ کو مسلمان کہلوا کر پھر کمزوروں کے حقوق ادا نہ کرنا اور معاشرے کے امن کو برباد کرنا قابلِ گرفت ہے۔ کمزور طبقے پر توجہ نہ دے کر اس طبقے میں جو بے چینی پیدا ہوگی اور پھر بعض اوقات شدید ردّعمل بھی ظاہر ہوتا ہے تو ایسے ردّعمل کے اظہار کا باعث وہ لوگ بن رہے ہوں گے جن کے ذمّہ حقوق کی ادائیگی تھی، حالات کو سنوارنے کی ذمہ داری تھی لیکن انہوں نے اپنے فرض کا حق ادا نہیں کیا۔ پس اس فرض کا حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے، ایسے لوگوں کو جو فرض ادا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے حقوق ادا نہ کرنے والو، یا ظلم سے حق مارنے والو! ہمیشہ یاد رکھو کہ ایک غالب، عزیز خدا تمہارے اوپر ہے اور اس کے حکموں پر عمل نہ کر کے وہ احکام جو حکمت سے پُر احکام ہیں ان پر عمل نہ کر کے تم پھر امن، سلامتی اور پیار قائم کرنے والے معاشرے کے قیام میں روک ڈالنے والے بن رہے ہو۔ اور یہ چیز اس غالب خدا کو کسی صورت میں بھی برداشت نہیں ہے۔ پس توجہ کرو، حکمت اختیار کرو، حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دو تا کہ وہ عزیز خدا جو عزیز و رحیم بھی ہے تم پر رحم کرتے ہوئے صفتِ عزیز کے نظارے تمہیں تمہارے حق میں دکھائے۔

ان آیات میں سے جو مَیں نے تلاوت کی ہیں، پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اور وہ تجھ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ تُو کہہ دے کہ ان کی اصلاح اچھی بات ہے اور اگر تم ان کے ساتھ مل جل کر رہو تو وہ تمہارے بھائی بندے ہی ہیں اور اللہ فساد کرنے والے کا، اصلاح کرنے والے سے فرق جانتا ہے اور

اگراللہ چاہتا تو تمہیں ضرورت مشکل میں ڈال دیتا، یقیناً اللہ کامل غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

اس آیت میں یتامیٰ کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے اور یتامیٰ کے تعلق میں قرآن کریم میں اور بھی بہت ساری جگہوں پر ذکر ملتا ہے جس میں ان کے حقوق کی ادائیگی اور ان پر شفقت کا ہاتھ رکھنے کا حکم ہے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ تمہارے بھائی ہیں اور بھائی کے ساتھ ایک نیک فطرت بھائی کیا سلوک کرتا ہے۔ بڑا بھائی ہمیشہ یہی کوشش کرتا ہے کہ میرا بھائی پڑھائی میں بھی اچھا ہو، صحت میں بھی اچھا ہو، اخلاق میں بھی اچھا ہو، جماعتی کاموں میں دلچسپی لینے والا ہو، اس کا اٹھنا بیٹھنا اچھے دوستوں میں ہو۔ جہاں پڑھائی کی طرف توجہ دے وہاں کھیلنے کی طرف بھی توجہ دے تا کہ اس کی صحت بھی اچھی رہے۔ اگر کسی محبت کرنے والے کا بھائی بیمار ہو جائے تو بے چین ہوتا ہے۔ اس کی تیمارداری اور اس کے علاج کی طرف بھرپور توجہ دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے معاشرے کے یتیم تمہارے بھائی ہیں۔ ان سے نیک سلوک کرو، ان کی ضروریات کا خیال رکھو، ہمیشہ یہ بات تمہارے ذہن میں رہے کہ ان کی اصلاح کی طرف بھی توجہ دینی ہے۔ ان کو معاشرے کا ایک فعال حصہ بنانا ہے۔ یہ نہیں کہ اگر ان کے ماں باپ یا بڑے بہن بھائی نہیں ہیں جو ان کو سنبھال سکیں تو ان کو ضائع کردو۔ فرمایا کہ یہ ایک مومن کا شیوہ نہیں ہے۔ مومن تو وہ ہے جو ان یتیموں کا خیال رکھتے ہوئے انہیں معاشرے کا مفید وجود بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اسلام کی جو تعلیم ہے کہ پیار بھی کرو اور سختی کے وقت سختی بھی کرو اور ہمیشہ اصلاح کا پہلو مدنظر رہے۔ یہ چیز اپنے یتیم بھائیوں اور بچوں کے لئے بھی سامنے رکھو، جس طرح تم اپنے بچوں اور چھوٹے بھائیوں کے لئے ہمدردی کے جذبات رکھتے ہو اور یہ جذبات رکھتے ہوئے انہیں بگڑنے سے بچانے کی کوشش کرتے ہو، غلط بات پر ٹوکتے اور سمجھاتے ہو، نیک باتوں کی تلقین کرتے ہو، نہ زیادہ سختی کرتے ہو کہ وہ باغی ہو جائیں اور نہ پیار کا سلوک کرتے ہو کہ وہ لاڈ میں بگڑ جائیں۔ پس قرآن کریم کی پہلی ہدایت یتامیٰ کے بارے میں یہ ہے کہ ان کی اصلاح ہمیشہ مدنظر رکھو تا کہ وہ معاشرے کا فعال جزو بن سکیں۔ اور فرمایا کہ اصلاح اس طرح مدّنظر ہو جس طرح تم اپنے قریبی عزیز اور پیاروں کی اصلاح کی طرف توجہ دیتے ہو۔ ہمیشہ مدنظر ہو کہ وہ تمہارے بھائی ہیں۔ ان کا خیال رکھنا تمہارا فرض ہے۔

دوسری جگہ یتیموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلْیَخْشَ الَّذِیْنَ لَوْ تَرَکُوْا مِنْ خَلْفِھِمْ ذُرِّیَّۃً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَیْھِمْ ۔فَلْیَتَّقُوا اللّٰہَ وَلْیَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا (النساء:10) یعنی اور جو لوگ ڈرتے ہیں کہ اگر وہ اپنی کمزور اولاد چھوڑ گئے تو ان کا کیا بنے گا، ان کو اللہ کے ڈر سے کام لینا چاہئے اور چاہئے کہ وہ صاف اور سیدھی بات کریں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زندگی اور موت کا تو کسی کو نہیں پتہ، اس لئے اللہ کا خوف رکھتے ہوئے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نیکیوں کی جزا دیتا ہے تم یتیموں کا خیال رکھو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کو بھی ہر قسم کے ہم و غم سے محفوظ رکھے۔

پس ہمیشہ یتیموں کی ضرورتوں کا خیال رکھو اور خاص طور پر جو دین کی خاطر جان قربان کرتے ہیں ان کا تو بہت زیادہ خیال رکھنا چاہئے تا کہ ان کے بچوں کے دل میں کبھی یہ خیال نہ آئے کہ ہمارے باپ نے دین کی خاطر جان قربان کر کے ہمیں اکیلا چھوڑ دیا ہے۔ بلکہ ہر شہید کی اولاد کو اس بات پر فخر ہو کہ ہمارے باپ نے دین کی خاطر جان قربان کر کے دائمی زندگی پا لی اور ہمارے سر بھی فخر سے اونچے ہو گئے۔ ہمیشہ ایسے بچوں کو یہ خیال رہے کہ دنیاوی لحاظ سے جماعت نے اور افراد جماعت نے ہمیں یوں اپنے اندر سمو لیا ہے اور ہماری ضروریات اور ہمارے حقوق کا یوں خیال رکھا ہے جس طرح ایک بھائی اپنے بھائی کا رکھتا ہے۔ جس طرح ایک باپ اپنے بچے کا رکھتا ہے۔ ہمیشہ ان بچوں میں یہ احساس رہے کہ ہماری تربیت کا ہمارے بھائیوں نے بھی اور جماعت نے بھی حق ادا کر دیا ہے۔ اگر کسی بچے کا باپ اس کے لئے جائیداد چھوڑ کر مرا ہے تو اس کے قریبی اور اردگرد کے لوگ اس کی جائیداد پر نظر رکھتے ہوئے اسے ہڑپ کرنے کی کوشش نہ کریں، ختم کرنے کی کوشش نہ کریں۔ جھوٹے طریقے سے یتیم کو اس کے باپ کی جائیداد سے محروم کرنے کی کوشش نہ کریں۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ احتیاط سے استعمال کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّہٗ (بنی اسرائیل:35) اور تم یتیم کے مال کے پاس اس کے جوانی کے پہنچنے تک بے احتیاطی سے نہ جاؤ۔ یعنی یہ نہ ہو کہ پرورش کے بہانے اس کا مال سارا لُٹا دو۔ اگر تمہارے حالات اچھے ہیں تو جہاں اپنے بچوں کو کھلاتے پہناتے ہو اس کے لئے بھی خرچ کرو۔ اور اگر حالات ایسے نہیں کہ پرورش کر سکو اور یتیم کے ماں باپ نے اگر کوئی مال چھوڑا ہے تو پھر اس میں سے احتیاط سے صرف اتنا ہی خرچ کرو جس سے اس کی ضرورت، جو حقیقی ضرورت ہے پوری ہو جائے اور جب وہ ہوش و حواس کی عمر کو پہنچ جائے تو پھر اس کا مال اسے واپس کر دو۔ بعض دفعہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض قریبی بھی یتیم کا مال اس کی بلوغت کو پہنچنے کے بعد اس کے حوالے نہیں کرتے۔ ماں باپ کی چھوڑی ہوئی جائیداد پر مستقل تصرف کئے رکھتے ہیں کہ ہم نے اس پر خرچ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ چیز انتہائی ناپسند ہے یتیم کی پرورش کے لئے نیت صاف ہونی چاہئے۔ اگر نیتوں میں فتور آ جائے تو باوجود اس کے کہ بظاہر ایک شخص یتیم کی پرورش کر رہا ہوتا ہے، دوسروں کی نظر میں بڑا قابل تعریف ہوتا ہے کہ اس نے اپنے قریبی یا کسی بھی یتیم کی اچھی پرورش کی ہے یا کر رہا ہے لیکن اصل میں تو اس یتیم کے پیسے سے ہی پرورش کر رہا ہوتا ہے، ہر ایک کو تو نہیں پتہ ہوگا۔ اور نہ صرف یہ کہ وہ پیسہ پرورش میں استعمال کر رہا ہوتا ہے بلکہ اس سے خود بھی فائدہ اٹھا رہا ہوتا ہے۔ زیادہ مقصد خود فائدے اٹھانے کا ہوتا ہے۔ اور جب یتیم کو بڑے ہو کر پتہ چلتا ہے کہ اس کی جائیداد تو اس کی پرورش کے نام پر اس کی پرورش کرنے والا ختم کر چکا ہے، یا حیلوں بہانوں سے اسے دینا نہیں چاہتا تو پھر فساد شروع ہو جاتا ہے۔ بھائیوں بھائیوں میں دُوریاں پیدا ہو جاتی ہیں، ماموؤں، چچاؤں اور بھائیوں بھتیجوں میں دوریاں پیدا ہو جاتی ہیں، رنجشیں بڑھتی ہیں، مقدمہ بازیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ جماعتی نظام کے تحت اگر آتے ہیں تو مقدمے قضاء میں آ جاتے ہیں یا پھر عدالتوں میں چلے جاتے ہیں۔ بعض لوگ جو خود ہی معاملات اندر ہی سمیٹنا چاہتے ہیں وہ پھر بعض دفعہ اصلاح احوال کے لئے مجھے لکھتے ہیں کہ ہمارے حق دلوائے جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو تو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ اللہ اصلاح کرنے والے کا فساد کرنے والے سے فرق جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اس کا علم کامل ہے۔ وہ انسان کی پاتال تک سے واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ یتیم کی پرورش کے شوق کے پیچھے نیت کیا ہے۔ معاشرے کو تو دھوکہ دیا جا سکتا ہے، عدالتوں میں تو مقدمے جیتے جا سکتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ تو ایک مومن سے یہ توقع رکھتا ہے کہ یتیم کا مال کھانے کا تو سوال ہی نہیں، تم ایک محبت کرنے والے بھائی کی طرح یتیم سے سلوک کرو۔ نہ صرف اس کی پرورش کرو بلکہ اگر ہو سکے تو ان کو ان کے پاؤں پر کھڑا کرنے میں اگر توفیق ہے تو اپنے پاس سے بھی خرچ کر دو۔ ان کو کسی کام پر، کسی کاروبار میں لگاؤ تا کہ وہ معاشرے کا فعال اور مفید حصہ بن سکیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَاَعْنَتَکُمْ اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا۔ تمہیں ایسا حکم دیتا جس سے تمہیں تکلیف ہوتی۔ تمہیں حکم دیتا کہ اگر کسی یتیم کا باپ جائیداد چھوڑ گیا ہے تو تم نے پھر بھی اس پر تصرف نہیں کرنا اور یتیم کی جائیداد کی ایک ایک پائی اسے واپس لوٹانی ہے اور پرورش پر بھی خود خرچ کرنا ہے۔ پس اللہ نے اگر تمہیں کسی تکلیف میں نہیں ڈالا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ جو جائز سہولت دی ہے کہ یتیم کے مال میں سے اس کی پرورش پر خرچ کر سکتے ہو اس سے ناجائز فائدہ اٹھاؤ اور اس کا مال دونوں ہاتھوں سے لُٹا دو۔ پس ہمیشہ یاد رکھو کہ ناجائز طریقے سے یتیم کا مال کھانے سے تم پکڑ کے نیچے آؤ گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا (النساء:11) جو لوگ ظلم سے یتیموں کے مال کھاتے ہیں وہ یقیناً اپنے پیٹوں میں صرف آگ بھرتے ہیں۔

پس یتیم کی پرورش، اس کے مال کی حفاظت، اس کو معاشرے کا فعال حصہ بنانا، ایک انتہائی اہم حکم ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں جس پر انسان کہے کہ اس طرف توجہ نہ بھی دی تو کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آیت کے آخر میں جو مَیں نے تلاوت کی تھی فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۔ یہ کہہ کر پھر توجہ دلا دی کہ گو کہ یتیم کمزور ہے، اس میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ اپنے حقوق کی حفاظت کر سکے یا دوسرے سے لے سکے لیکن معاشرے کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے، جو لوگ یتیم کے نگران بنائے گئے ہیں ان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یتیم تو عزیز نہیں ہے، غالب نہیں ہے، طاقت والا نہیں ہے لیکن ان کے اوپر ایک عزیز اور غالب خدا ہے، اس کا ہاتھ ہے جو تمہارے سمیت کائنات کی ہر چیز پر غالب ہے اور اگر یتیم کے حقوق کی حق تلفی کرو گے تو خدا تعالیٰ ضرور تم پر پکڑ کرے گا۔

پس اللہ تعالیٰ جو حکیم ہے، اس نے حکمت کے تحت اگر تمہیں یہ چھوٹ دی ہے کہ حسب ضرورت کم از کم مال یتیم کے مال میں سے خرچ کر سکتے ہو تو تمہیں بھی ہمیشہ حکمت کے پیش نظر یہ بات یاد رکھنی چاہئے اور عارضی فائدوں کی بجائے دُور رَس نتائج کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے جس سے معاشرے کا فساد بھی ختم ہو، آپس میں محبت و پیار اور بھائی چارے کی فضا بھی پیدا ہو اور پرورش کرنے والے خود بھی اپنے پیٹوں میں آگ بھرنے سے محفوظ رہیں اور جلنے کے عذاب سے بھی بچے رہیں۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پھر دوسری آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں معاشرے کے ایک اور کمزور طبقہ یعنی بیوہ کا ذکر ہے۔ ایک تو عورت ویسے ہی عموماً معاشرے میں کمزور سمجھی جاتی ہے۔ اس پر اگر وہ بیوہ ہو جائے تو اکثر معاشرے اس کے حقوق کا خیال نہیں رکھتے۔ خاص طور پر کم ترقی یافتہ معاشروں میں اور ایسے معاشروں میں بعض پڑھے لکھے جو لوگ ہیں وہ بھی پھر ماحول کے زیر اثر زیادتی کر جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو تو خاص طور پر عورتوں کے حقوق کی حفاظت کی طرف توجہ دینی چاہئے کیونکہ خدا تعالیٰ نے بار بار اس طرف توجہ دلائی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک تو آج عورت کے حقوق کا نعرہ لگا رہے ہیں لیکن ہمیں تو قرآن کریم نے چودہ صدیاں پہلے ہی ان حقوق کی طرف توجہ دلا دی اور اگر اُس زمانے کی معاشرتی روایات کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو حیرت ہوتی ہے لیکن نہ صرف اللہ تعالیٰ نے عورت کے حقوق قائم کئے بلکہ اُس معاشرے میں جہاں بالکل حقوق ادا نہیں کئے جاتے تھے صحابہ کی کایا پلٹ گئی اور ان پر عمل کر کے دکھایا۔

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے، اور تم میں سے جو لوگ وفات دیئے جائیں اور بیویاں پیچھے چھوڑ رہے ہوں ان کی بیویوں کے حق میں یہ وصیت ہے کہ وہ اپنے گھروں میں ایک سال تک فائدہ اٹھائیں اور نکالی نہ جائیں ہاں اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں، اس بارہ میں وہ خود جو معروف فیصلہ کریں اور اللہ کامل غلبہ والا اور صاحب حکمت ہے۔

تو یہاں اللہ تعالیٰ نے بیوہ کا ایک مدت تک اپنے خاوند کے گھر میں رہنے کا حق قائم کر دیا۔ عورت کے بارے میں یہ تو حکم ہے کہ وہ اپنے خاوند کے گھر میں بیوگی کی صورت میں اپنی عدت پوری کرے جو 4 ماہ 10 دن تک ہے لیکن اس کے بعد بھی ایک سال تک رہ سکتی ہے اگر وہ چاہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کا رجحان رکھتے تھے اور اس سے یہ استنباط کرتے تھے کہ عدّت کی مدت کے علاوہ جو چار ماہ دس دن ہے، ایک سال کی اجازت ہے۔ آپ کا یہ رجحان تھا کہ عورت کو جتنی زیادہ سے زیادہ سہولت دی جاسکتی ہے اس آیت کی رُو سے دینی چاہئے۔ بعض دفعہ جب جائیداد کی تقسیم ہو تو اگر مرنے والے کا مکان ہو تو جو مکان ورثے میں چھوڑ کر جاتا ہے وہ اگر کسی اور کے حصے میں آ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تب بھی وہ صبر کرے اور ایک سال تک عورت کو تنگ نہ کرے، بیوہ کو تنگ نہ کرے۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی یہ لکھا ہے اور آج بھی یہ اسی طرح ہو رہا ہے کہ اگر مثلاً عورت کے اولاد نہیں ہے یا کسی کے دو بیویاں ہیں یا تھیں تو پہلی بیوی کی اولاد یا اگر عورت کے اولاد نہیں تو مرد کے والدین یا اور دوسرے رشتہ دار، بیوہ، جس کے حصے میں مکان کی جائیداد نہ آئی ہو، اسے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک سال تک اس کا حق ہے اور کسی وارث کا حق نہیں بنتا کہ اس معاملے میں بیوہ پر دباؤ ڈالا جائے اور اسے تنگ کیا جائے ہاں اگر وہ خود جانا چاہیں تو بیوگی کی عدّت پوری کر کے جا سکتی ہیں۔ یہ فیصلہ عورت کے اختیار میں دیا گیا ہے۔ عورت کو حق دیا گیا ہے کہ وہ معروف فیصلہ کرے یعنی ایسا فیصلہ جو قانون اور شریعت کے مطابق ہو۔ پس ہمیشہ یاد رکھو کہ یہ عزیز اور حکیم خدا کا حکم ہے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم عورتوں کو ان کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مجبور کرو گے اور اس کے رشتہ داروں اور قریبیوں میں بھی اگر اس کو سنبھالنے والا کوئی نہیں ہوگا تو اس کی مجبوری سے کوئی دوسرا ناجائز فائدہ بھی اٹھا سکتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہر چھوٹے سے چھوٹے اور دُور کے امکان کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے انتہائی پُرحکمت حکم فرمایا ہے۔ عورت کے خاوند کے قریبیوں کو بھی تنبیہ کی ہے کہ ہمیشہ یاد رکھو کہ خدا کی ذات عزیز اور غالب ہے۔ اگر اس کے حکموں پر عمل نہیں کرو گے تو اس کی پکڑ کے نیچے آؤ گے۔

اس میں ایک اور بات کی طرف بھی اشارہ ہے۔ ایک تو جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ عورت کو ایک سال تک گھر میں رہنے دو، دوسرے بیوہ کو حق دیا ہے کہ اگر وہ شادی کر کے یا کسی وجہ سے ایک سال سے پہلے بھی گھر چھوڑ دیتی ہے تو یہ اس کا معروف فیصلہ ہے۔ پھر عزیزوں رشتہ داروں کو اس میں روک نہیں بننا چاہئے کہ اب یہاں ضرور ایک سال رہو۔ بعض تنگ کرنے کے لئے بھی کہہ دیتے ہیں۔ بعض دفعہ رشتہ دار چاہتے ہیں کہ بیوہ شادی نہ کرے حالانکہ بیوہ کی شادی بھی ایک مستحسن عمل ہے۔

تو ایسے روک ڈالنے والوں کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ کی بڑی لطیف تشریح فرمائی ہے۔ فرمایا کہ بعض لوگ بیوہ کی شادی کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ ہماری عزت کے خلاف ہے۔ خاص طور پر ہمارے پاکستانی اور ہندوستانی معاشرے میں، بعض خاندانوں میں بہت زیادہ شدت پسندی ہے کہ یہ ہماری عزت کے خلاف ہے کہ بیوہ شادی کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا نام عزیز ہے اور مَیں سب سے زیادہ عزت والا ہوں۔ مَیں حکم دیتا ہوں کہ شادی کرے۔ کیونکہ حکمت کے تقاضے کے تحت یہ حکم ہے اس لئے وہ سب جو میرے حکم سے ٹکرانے کی کوشش کرتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ مَیں عزیز اور غالب ہوں۔ سب عزتیں میری طرف منسوب ہیں اس لئے میرے حکموں کی پابندی کرو اور جھوٹی عزتیں تلاش نہ کرو تا کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کی صفات سے فیض پانے والے ہو۔

پھر تیسری آیت عورتوں کے حقوق کے بارے میں ہے۔ اور جو مطلقہ عورت ہے اس کے حق کے بارے میں ہے کہ اگر طلاق ہو جاتی ہے تو عورت کے لئے مقررہ عدت ہے جو متعین کردہ ہے اس کے بعد وہ آزاد ہے کہ شادی کرے۔ دوسری جگہ حکم ہے کہ تم ان کی شادی میں روک نہ بنو۔ بلکہ شادی میں مدد کرو اور اب وہ خود ہوش والی ہے اس لئے اگر وہ شادی کا فیصلہ کرے تو ٹھیک ہے۔ لیکن عورتوں کو حکم ہے کہ طلاق کے بعد اگر تمہیں پتہ چلے کہ حاملہ ہو تو اپنے خاوند کو بتا دو، چھپانا نہیں چاہئے۔ اگر شادی کے بعد کسی وجہ سے نہیں بنی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انتقام لینے لگ جاؤ اور جو اس بچے کا باپ ہے اس کو نہ بتاؤ کہ تمہارا بچہ پیدا ہونے والا ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ تمہارے بتانے سے ہوسکتا ہے کہ اس کا دل نرم ہو جائے اور وہ رجوع کرے اور گھر آباد ہو جائے۔ فرمایا کہ خاوند زیادہ حق دار ہے کہ انہیں واپس لے لے اور گھر آباد ہو جائیں اور رنجشیں دور ہو جائیں۔ دوسرے قریبیوں اور رشتہ داروں کو بھی حکم ہے کہ اس میں وہ روک نہ بنیں۔ بعض دفعہ قریبی اور رشتہ دار بھی لڑکی کو خراب کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ اگر خاموش بھی ہے بلکہ رجوع کرنے پر رضامند بھی ہے تو قریبی شور مچا دیتے ہیں کہ ایک دفعہ طلاق ہو گئی اب ہم لڑکی کو واپس نہیں بھیجیں گے۔ اناؤں اور عزتوں کے معاملے اٹھ جاتے ہیں۔ کئی معاملات میرے پاس بھی آتے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے جب بعض دفعہ جھوٹی غیرت دکھاتے ہوئے اپنی بچیوں کے گھر برباد کر رہے ہوتے ہیں۔ بعض بچیاں پھر خط لکھتی ہیں کہ ہم دونوں میاں بیوی اب بسنا چاہتے ہیں لیکن دونوں طرف کے والدین کی اَناؤں نے یہ مسئلہ بنا لیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رشتہ داروں کو اس تعلق کے دوبارہ قائم ہونے میں روک نہیں بننا چاہئے۔ اگر مرد کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے تو پھر جھوٹی غیرتوں کے نام پر لڑکی کا گھر برباد نہیں کرنا چاہئے۔ پھر اللہ تعالیٰ عورت کے حقوق کی حفاظت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ عورتوں کا دستور کے مطابق مردوں پر اتنا ہی حق ہے جتنا مردوں کا عورتوں پر۔

یہ آیت تو مَیں نے پڑھی تھی۔ اس کا ترجمہ بھی پڑھ دیتا ہوں۔ فرمایا کہ ’’اور مطلقہ عورتوں کو تین حیض تک اپنے آپ کو روکنا ہوگا اور ان کے لئے جائز نہیں اگر وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتی ہیں کہ وہ اس چیز کو چھپائیں جو اللہ نے ان کے رِحموں میں پیدا کر دی ہے۔ اور اس صورت میں ان کے خاوند زیادہ حقدار ہیں کہ انہیں واپس لے لیں اگر وہ اصلاح چاہتے ہیں۔ اور ان عورتوں کا دستور کے مطابق مردوں پر اتنا ہی حق ہے جتنا مردوں کا ان پر ہے حالانکہ مردوں کو ان پر ایک قسم کی فوقیت بھی ہے اور اللہ کامل غلبے والا اور حکمت والا ہے‘‘۔

پس انسان ہونے کے ناطے اور ایک ایسے رشتے کے لئے جو ایک عہد پر قائم ہوا ہے مَردوں کو بھی حکم ہے کہ عورت کے حقوق ادا کرو۔ عورت کو بھی حکم ہے کہ مردوں کے حقوق ادا کرو۔ اور جب دونوں ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھو گے تو رشتہ پائیدار رہوگا۔ پس یہ حکم عورت کے حق قائم کرنے والا ہے۔ اسلام کے یہی خوبصورت احکامات تھے جنہوں نے معاشرے کی کایا پلٹ دی۔ اسلام سے پہلے عربوں نے عورتوں کو ہر قسم کے حق سے محروم کیا ہوا تھا بلکہ کسی مذہب نے بھی اس طرح حقوق قائم نہیں کئے جس طرح اسلام نے کئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے بے شمار جگہ عورتوں کے حق قائم فرمائے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَ اَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِي (سنن ترمذی باب فضل ازواج النبی ﷺ) یعنی تم میں سے خدا کے نزدیک بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں بہترین ہے اور مَیں تم سب میں اپنی بیویوں کے ساتھ بہترین سلوک کرنے والا ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا (النساء :20) کہ اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر تم میں کوئی شخص اپنی بیوی کو ناپسند بھی کرتا ہو تو پھر بھی یاد رکھو کہ عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو مگر خدا تعالیٰ نے اس میں تمہارے لئے انجام کے لحاظ سے بڑی خیر مقدر کر رکھی ہو۔ پس مرد کو بھی اپنے فیصلوں میں جلد بازی نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ اس کو ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس چیز پر قدرت رکھتا ہے کہ انجام بہتر فرمائے۔ آئے دن طلاقیں ہو جاتی ہیں اس لئے مردوں کو بھی غور کر کے سوچ سمجھ کے پھر فیصلے کرنے چاہئیں اور اس امر کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ بعض چھوٹی چھوٹی وجہ سے مسائل بڑھ رہے ہوتے ہیں، ہوسکتا ہے کہ تم اس بات کو ناپسند کرو لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس میں بہتری رکھی ہو۔

اگر خدا کی رضا کے لئے اور دعا کرتے ہوئے یہ سلوک اپنی بیوی سے کیا جائے تو اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا ہے۔ جو گھر تباہی کے کنارے پر ہوتے ہیں، ٹوٹنے والے ہوتے ہیں اگر ان کے بچے ہیں تو بچے گھروں میں سہمے ہوئے ہوتے ہیں، وہی گھر پھر اللہ کی رضا حاصل کرنے والوں کے لئے پُرامن اور پیار اور محبت قائم رکھنے والے بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مرد اور عورت دونوں کو ایک نصیحت یہ بھی فرما دی کہ حقوق کے لحاظ سے گو تم دونوں برابر ہو لیکن مرد کو انتظامی لحاظ سے اور بعض طاقتوں کے لحاظ

سے ،بعض ذمہ داریوں کے لحاظ سے فوقیت حاصل ہے ۔اس لئے عورت کواس بات کا بھی مرد کو مارجن (Margin) دینا چاہئے ۔مردوں کو بھی فرمایا کہ تمہیں اگر قوّام ہونے کے لحاظ سے فضیلت دی ہے تو ان ذمہ داریوں کو سمجھنا اور سنبھالنا بھی تمہارا کام ہے۔گھر کے انتظامات اور اخراجات کے لئے رقم مہیا کرنا بھی تمہارا کام ہے ۔ یہ نہیں کہ گھر میں پڑے رہو اور بیوی کو کہو کہ جاؤ جا کر باہر کماؤ اور کام کرو۔یہاں مغربی معاشرہ میں بعض گھروں میں یہ بھی ہورہا ہے۔بیوی بچوں کی تمام ذمہ داری اٹھانا تمہارا کام ہے۔پس اللہ تعالیٰ نے جو عزیز اور حکیم ہے عورتوں اور مردوں کے حقوق قائم فرمادئے ۔اور مردوں کو آخر پر عزیز اور حکیم کے الفاظ استعمال کر کے اس طرف توجہ دلا دی کہ یاد رکھو عورتوں پر جو فوقیت تمہیں ہے اس سے ناجائز فائدہ نہ اٹھانا کیونکہ وہ عزیز خدا تمہارے اوپر ہے۔تمہارے سارے عمل دیکھ رہا ہے۔اس کی حکومت ہے ۔اس کی تم پر نظر ہے۔تم اپنے اہل سے غلط سلوک کر کے پھر اس کی پکڑ میں آؤ گے ۔پس اپنی حاکمیت کو، اپنی فوقیت کو عورتوں پر اس حد تک جتاؤ جہاں تک تمہیں اجازت ہے اور اپنے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ رکھو۔اور اگر ان باتوں کو مدّنظر رکھو گے تو پھر اس حکیم خدا کی حکمت سے بھی فائدہ اٹھاؤ گے جس نے تمہیں فوقیت دی ہے۔پس یہ کامل غلبہ والے اور حکمت والے خدا تعالیٰ کے احکامات ہیں جن سے معاشرہ کا امن قائم ہوتا ہے ۔گھروں کا سکون قائم ہوتا ہے ۔نیکیاں پھیلتی ہیں ۔اس پُر حکمت تعلیم کا حسن دوبالا ہو کر پھیلتا چلا جاتا ہے۔

لیکن اگر ان باتوں کی طرف توجہ نہیں ہوگی تو جہاں معاشرے کا امن برباد ہوگا وہاں ایسا شخص پھر اس عزیز اور غالب خدا کی پکڑ میں بھی آئے گا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پُر حکمت تعلیم کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا:

مَیں ایک دعا کے لئے بھی کہنا چاہتا تھا۔ پاکستان کے جو آج کل حالات ہیں ہر ایک کے سامنے ہیں اور حکومت بھی، سیاستدان بھی اور نام نہاد اسلام کے علمبردار بھی ہر ایک ملک کی تباہی کے درپے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو بچائے جو بڑی قربانیوں سے حاصل کیا گیا تھا۔ جماعت احمدیہ کی بھی اس کے لئے قربانیاں ہیں ۔کئی جانیں قربان ہوئی تھیں اس کے لئے ۔تو ایک تو وطن کی محبت کا تقاضا ہے، حکم ہے، حق بنتا ہے کہ اس کے لئے دعا کریں۔ بہت سے پاکستانی جو باہر کے ملکوں میں ہیں گو کہ خبریں سنتے ہیں، دیکھتے ہیں لیکن یہ اندازہ نہیں کہ اس وقت ملک کس طرف جا رہا ہے۔لگتا ہے کہ یہ لوگ اس کو بربادی کی طرف لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور اگر عقل ان کے مقدر میں نہیں تو پھر کوئی سامان پیدا فرمائے جس سے ایسے لوگ اوپر آنے والے ہوں جو ملک کا، وطن کا، عوام کا درد رکھنے والے ہوں۔

ہم یہاں بیٹھے دعا کر سکتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے اور خاص طور پر اس کے لئے دعا کریں۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

نماز جنازہ حاضر

سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 24 رنومبر 2007ء قبل نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **عزیزہ سدرہ (بنت مکرم عمران احمد عامر صاحب آف برمنگھم)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

عزیزہ سدرہ عامر 16 رنومبر کو تقریباً تین سال کی عمر میں بغیر کسی بیماری کے اچانک وفات پا گئی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ بچی وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل تھی ۔عزیزہ مکرم مسرور احمد صاحب طور آف نیشنل بنک ربوہ کی پوتی تھی۔

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم برکت علی صاحب انعام ۔ درویش قادیان۔

آپ 30 رمئی 2007ء کو امریکہ میں وفات پا گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم ان ابتدائی درویشوں میں سے تھے جنہوں نے 1947ء کے نامساعد حالات میں جوانمردی اور دلیری کے ساتھ قادیان میں رہتے ہوئے حفاظت مرکز کا فریضہ سرانجام دیا۔آپ نے معاون ناظر اعلیٰ قادیان، نائب ناظر امور عامہ ومحتسب اور ناظر جائیداد کے طور پر بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم کو مختلف کھیلوں میں مہارت حاصل تھی اور بہت اچھے کھلاڑیوں میں شمار ہوتے تھے ۔کچھ عرصہ سے اپنے علاج کے سلسلہ میں بچوں کے پاس امریکہ میں رہائش پذیر تھے اور وہیں وفات ہوئی۔مرحوم موصی تھے اور تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔

(2) مکرمہ اقبال ایاز صاحبہ (اہلیہ ایاز احمد ایاز صاحب آف کینیڈا)

آپ 8 رنومبر 2007ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پا گئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحومہ لمبے عرصہ سے بعارضہ کینسر بیمار تھیں اور بڑے صبر سے بیماری کا مقابلہ کرتی رہیں ۔آپ موصیہ تھیں ۔پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے درجات کو بلند تر فرمائے اور لواحقین کا ان کے بعد خود نگہبان ہو۔آمین۔

❁❁❁❁❁❁

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی 2008ء کے لئے دعاؤں اور عبادات کا روحانی پروگرام

1۔ ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے۔جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

2۔دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

3۔سورۃ فاتحہ روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں۔

4۔رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَاعَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ
(البقرۃ 251)

(ترجمہ):اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔ (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

5۔﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ۔﴾
(آل عمران :9)

(ترجمہ) : اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

6۔اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

(ترجمہ):اے اللہ! ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ہم ان کے تمام شر اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

7۔اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

(ترجمہ):مَیں بخشش طلب کرتا ہوں اللہ سے جو میرا ربّ ہے ہر گناہ سے اور مَیں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

8۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

(ترجمہ):اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، اور بہت عظمت والا ہے اے اللہ رحمتیں بھیج محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

9۔ درود شریف روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں۔

بقیہ:حاصل مطالعہ از صفحہ نمبر 16

(تبصرہ)۔"نظام مصطفیٰ" کے نام سے جدید اسلام کی تخلیق کرنے والوں کی خدمت میں عرض ہے ؎

خدا کے واسطے جھوٹی نہ کھائیے قسمیں
ہمیں یقین ہوا اور اعتبار آیا

"ابابیل بم" نے 11 رستمبر 2001ء کو آل ورلڈ سینٹر کو زمیں بوس کر کے اور ہزاروں معصوموں کا خون بہا کر جس طرح دنیا کو عافیت کا حصار اور جنت نظیر بنا دیا ہے اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے پچھلی صدی کے وسط میں امن عالم کے ٹھیکداروں کا نقشہ جس درد انگیز پیرایہ میں کھینچا وہ اکیسویں صدی کے نقشہ عالم پر بھی پوری طرح منطبق ہوتا ہے۔فرمایا ؎

امن کا داروغہ بنایا جنہیں تُو نے
خود کر رہے ہیں فتنوں کو آنکھوں سے اشارے
اسلام کے شیدائی ہیں خونریزی پہ مائل
ہاتھوں میں جو خنجر ہیں تو پہلو میں کٹارے
سچ بیٹھا ہے اک کونہ میں منہ اپنا چھپا کر
اور جھوٹ کے اڑتے ہیں فضاؤں میں غبارے
ظلم وستم و جور بڑھے جاتے ہیں حد سے
ان لوگوں کو اب تُو ہی سنوارے تو سنوارے

❁❁❁❁❁❁

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب

صدسالہ جوبلی منصوبہ کے تحت کم از کم پچاس فیصد گھرانوں تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب پہنچانا بھی شامل ہے۔ امراء کرام ومبلغین انچارج اور صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں جائزہ لے کر ٹارگٹ کو جلد از جلد حاصل کرنے کی سعی فرمائیں اور اپنی مساعی سے وکالت اشاعت لندن کو بھی مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔لندن)

بقیہ: غلط نظریۂ جہاد کے خونی نتائج
از صفحہ نمبر 4

سے تعلق رکھنے والے افراد جب جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر رحمانیہ مسجد سے نکل رہے تھے تو ایک موٹر سائیکل پر سوار دو افراد نے ان پر گولی چلا دی جس کے سبب متعدد نمازی زخمی ہوگئے اور ایک تیرہ برس کا لڑکا موقع پر جاں بحق ہوگیا اور وہاں پر موجود سنّی تحریک اور جماعت اہل حدیث کے حامی آپس میں دست و گریبان ہوگئے اور آتشیں اسلحہ بھی آزادی کے ساتھ استعمال کیا گیا"۔

"کہا جاتا ہے کہ یہ مسجد ماضی میں اہلحدیث کے زیر انتظام تھی مگر بعد کو سنّی تحریک نے اس پر قبضہ جمانے کی کوشش کی جس کے سبب دونوں جماعتوں میں سخت کشیدگی پیدا ہوگئی اور ایک فریق نے حکومت سے یہ درخواست کی کہ ان آئے دن کے فسادات کے انسداد کی غرض سے اس مسجد کی تالہ بندی کر دی جائے۔ یہ ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ مدینہ طیبہ کے بعد اسلام کے نام پر قائم ہونے والی اس دوسری مملکت میں یہ صورت حال ہوگئی ہے کہ کلمہ گو خود حکومت سے درخواست کر رہے ہیں کہ ایک مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ دی جائے۔ اس شہر کراچی میں یہ بھی غضب ہوا ہے کہ بعض مساجد کے دروازوں پر جلی حروف میں مسلک بھی درج ہوتا ہے یعنی اللہ کے اس گھر میں نمازیوں کا عام داخلہ محدود ہے"۔

(مضمون مطبوعہ نوائے وقت 3.6.03)

......سانحۂ کوئٹہ:

صدر جنرل پرویز مشرف نے چار ملکی دورے سے واپسی پر چک لالہ ائیربیس پر پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ "مَیں دنیا بھر میں یہ بتاتا پھر رہا ہوں کہ اسلام میں کوئی انتہا پسند نہیں، یہ امن اور محبت کا درس دینے والا مذہب ہے لیکن مذہبی دہشتگرد اور انتہا پسند اپنی کارروائیوں کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ نہیں، اس (جنرل پرویز مشرف) کی بات غلط ہے۔ ہم جنگلی اور جاہل ہیں"۔

اداریہ میں آگے چل کر لکھا ہے:۔

"کوئٹہ میں نماز جمعہ کے دوران امام بارگاہ میں خودکش حملے اور مسلح افراد کی فائرنگ سے کم و بیش 50 افراد جاں بحق اور سو سے زائد زخمی ہونے کا واقعہ اس لحاظ سے انتہائی افسوسناک ہے کہ یہ ایک ماہ میں دوسرا واقعہ ہے اور دونوں واقعات میں ایک ہی قبیلے اور کمیونٹی کے افراد نشانہ بنے ہیں"۔

(اقتباس از اداریہ "نوائے وقت" مورخہ 6.7.03)

......"نوائے وقت" مورخہ 10/جولائی 2003ء کے صفحہ اول کی ایک خبر" کالعدم تنظیم لشکرِ جھنگوی نے سانحہ کوئٹہ کی ذمہ داری قبول کر لی"۔

......صدر پرویز مشرف کا بارایسوسی ایشن لاہور سے خطاب۔

آیئے اس خطاب کا ایک اہم حصہ پڑھتے ہیں:

"اُمّہ کو مصیبتوں کا سامنا ہے۔ ہمیں دہشت گرد انتہا پسند اور عدم برداشت والا معاشرہ کہا جا رہا ہے یہاں تک کہ دنیا سمجھ رہی ہے کہ اسلام دہشت گردی سکھاتا ہے۔ ہم لاکھ کہیں اسلام طرز زندگی ہے یہ مذہب نہیں بلکہ دین ہے، دنیا نہیں مانتی۔ دنیا کہتی ہے تم دہشت گرد ہو دوسروں کو برداشت نہیں کر سکتے آپ کو بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اس تاثر کو دور کرنا ہے.......... اصل ایشو یہ ہے کہ ہم یہ فیصلہ کریں کہ کیا ہمیں طالبان کا اسلام چاہیئے یا برداشت والا۔ ہم ترقی یافتہ اقدار والا مذہب چاہتے ہیں۔ یہ یقین ہے کہ پوری قوم بھی ایک دوسرے کو برداشت کرنے والا کلچر چاہتی ہے۔ ہماری علاقے میں بہت اہمیت ہے۔ طالبان والے اسلام کو لانے سے ہماری اہمیت اور ترقی کے خواب سب بیکار ہو جائیں گے"۔

(نوائے وقت 11.6.2005 ص8 کالم2)

......سانحہ کوئٹہ کا اثر نمازیوں پر:

نوائے وقت کے معروف مضمون نویس امیر نواز نیازی اپنے مضمون "ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق" مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 21/جولائی 2003ء کا آغاز اپنے معمول کی بنا پر کرتے ہیں:

"جمعہ کی نماز ہم ڈیفنس میں اپنے بلاک کی ایک مسجد میں ادا کرتے ہیں اور ہر دفعہ نمازیوں کی تعداد میں پہلے سے اضافہ پاتے ہیں.......... ہماری کوشش ہوتی ہے کہ نماز سے ذرا پہلے پہنچ جائیں کہ اگلی صفوں میں جگہ پا سکیں، لیکن اکثر ایسے ہوتا ہے کہ ہم سے بھی پہلے آنے والے بہت ہوتے ہیں.......... لیکن پچھلے جمعہ کو ہم عین اس وقت پہنچے کہ جماعت کھڑی ہونے میں چند منٹ باقی تھے ہم آسانی سے مسجد کے ہال کے اندر اگلی صفوں تک پہنچ گئے۔ خیال آیا کہ ایسی کیا بات ہے کہ نمازی ابھی تک پوری تعداد میں نہیں پہنچ پائے۔ تو ایک ساتھی نے ہمارے اس تجسّس کو یہ کہہ کر حیرانی میں بدل دیا کہ نمازیوں میں کمی کوئٹہ کی مسجد میں دھماکوں کا نتیجہ ہے ان کا خیال تھا کہ کچھ لوگ شاید اسی ڈر سے نہیں آئے کہ جو کچھ کوئٹہ میں ہوا یہاں بھی ہو سکتا ہے"۔

اپنے مضمون کے دوسرے کالم میں صاحبِ مضمون اپنے بچپن کے خوشگوار اور پر امن دنوں کی یاد تازہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"انہی خیالوں میں گم مسجد سے باہر نکلے تو اپنے بچپن کی یادوں میں کھو گئے۔ یہ پاکستان بننے سے پہلے کا زمانہ تھا۔ ہندو مسلم سکھ اکٹھے رہتے تھے۔ لیکن ہر ایک مذہب کی عبادت گاہوں کا تقدس یہاں تک قائم تھا کہ ہندو سکھ بھی مسجد کے قریب سے گزرتے تو باادب ہو کر گزرتے اور ایسے کسی غل غپاڑے یا شور شرابے سے اجتناب کرتے کہ نمازیوں کی عبادت میں خلل نہ پڑے۔ دوسرے گاؤں یا شہروں سے آنے والے سوداگر یا مسافر، شب بسری کیلئے مسجدوں کو ٹھکانہ بناتے کہ انہیں یقین ہوتا کہ وہ محفوظ ترین جگہ پر ہیں۔ جو مسجد کی پناہ میں آجاتا وہ اپنے آپ کو اللہ کی امان میں سمجھتا.......... ماشاء اللہ اب پاکستان بنے نصف صدی سے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے ہندو سکھ یہاں سے چلے گئے ہیں۔ یہاں اللہ کے فضل سے سب مسلمان ہی مسلمان ہیں کہ یہ مسلمانوں کا اپنا ملک ہے۔ لیکن یہ بھی کیا وقت آ گیا ہے کہ ہماری مسجدیں جو کبھی دارالامان یعنی امن و امان کا گھر تھیں، اس قدر خوف و دہشت میں گھر چکی ہیں کہ لوگ سر پر کفن باندھ کر اب نماز پڑھنے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ مسجدیں مقفل ہو گئی ہیں۔ دروازوں پر مسلح دربان بٹھا دیئے گئے ہیں"۔

(مضمون مطبوعہ نوائے وقت 21/جولائی 2003ء)

......کالعدم سپاہ صحابہ کے چاروں صدور قتل ہوئے۔ اس وحشتناک خبر کی تفصیل یوں ہے:

"ملت اسلامیہ پاکستان کے سربراہ مولانا اعظم طارق کالعدم سپاہ صحابہ کے چوتھے سربراہ تھے جنہیں قتل کیا گیا۔ اس سے پہلے ان پر 14 قاتلانہ حملے ہوئے۔ کالعدم سپاہ صحابہ کے بانی صدر مولانا حق نواز جھنگوی 22 فروری 1990ء کو جھنگ میں قتل ہوئے۔ اس کے بعد دوسرے صدر مولانا ایثار القاسمی 20 جنوری 1991ء کو قتل ہوئے، تیسرے صدر مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی 8 جنوری 1997ء کو قتل ہوئے۔ مولانا حق نواز جھنگوی کے بیٹے مولانا اظہار الحق جھنگوی کو بھی کراچی میں قتل کیا گیا"۔

(نوائے وقت 7.10.03 صفحہ 1 و صفحہ 8)

......بیان (سابق) وزیر اعظم ظفر اللہ جمالی۔

صفحہ ایک کی نمایاں سرخی اور ذیلی سرخی یوں ہے:

اعظم طارق کے قتل کی مذمت کرتا ہوں۔

مسلمانوں کا ایک دوسرے کو مارنا عذاب الٰہی ہے۔

"رکن پارلیمنٹ کا قتل انتہائی افسوسناک ہے۔ یہ کراچی میں ہونے والے فرقہ وارانہ واقعات کا تسلسل ہے"۔ (نوائے وقت مورخہ 8.10.03 صفحہ1)

......مولانا اعظم طارق کے قتل کی عبرتناک تفصیل۔

معروف مضمون نگار اور پولیس کے سابق ڈی۔ آئی۔ جی ایم۔ ایم۔ حسن نے اپنے مضمون "ہوگیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو" مطبوعہ "نوائے وقت" مورخہ 20 اکتوبر 2003ء مولانا اعظم طارق کے بھیانک اور دہشتناک قتل کی کچھ تفصیل بھی بیان کی ہے۔ اسے پڑھ کر انسان کو عبرت حاصل ہوتی ہے۔ مضمون نگار لکھتے ہیں:۔

"ہمارے اخبارات ملک میں بدحالی کے لئے اکثر بھارت کی خفیہ ایجنسی "را" کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں مگر ابھی تک تو کوئی "را" کا ایجنٹ اس قسم کے جرم کی پاداش میں گرفتار نہیں ہوا اور یہ سب اپنے ہی بھائیوں کا کیا دھرا معلوم ہوتا ہے جس کے لئے بعض مفاد پرست لیڈروں کے نام بھی لئے جاتے ہیں۔ حیف کہ امن و امان کی صورت حال ایک بار پھر دگرگوں ہوتی نظر آ رہی ہے۔ کالعدم سپاہ صحابہ کے سربراہ اور رکن قومی اسمبلی مولانا اعظم طارق کو دن دہاڑے ان کی کار پر فائرنگ کر کے مع ان کے چار محافظین کے قتل کر دیا گیا.......... حملہ اس قدر اچانک اور پھرتی سے کیا گیا تھا کہ مولانا کے محافظوں کو سنبھلنے کا موقعہ بھی نہیں ملا اور گاڑی پر رائفل کے 90 راؤنڈ فائر کئے گئے جس کے نتیجے میں مولانا اور ان کے محافظ موقعہ پر ہی جاں بحق ہو گئے۔ ان کی لاشیں انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز میں لائی گئیں۔ شدید فائرنگ کے سبب چاروں مسلح محافظوں اور مولانا کے چہرے مسخ ہو چکے تھے۔ ہسپتال میں مولانا کے پرسنل سیکرٹری نے ان کی شناخت کی۔ پولیس کے مطابق ملزمان اپنی سفید پجارو میں پشاور موڑ کی طرف روانہ ہوگئے تھے اور پھر ان کا کوئی کھوج نہ ملا"۔

(مضمون مطبوعہ "نوائے وقت" مورخہ 20.10.2003)

......اسلام تو امن اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے۔

مورخہ 8/مارچ 2004ء کے قومی اخبارات میں صدر جنرل مشرف اور سعودی شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز (جواب سعودی عرب کے بادشاہ ہیں) کے درمیان ریاض میں ہونے والی ملاقات کی تفصیل شائع ہوئی تھی۔ آیئے اس کا ایک حصہ پڑھتے ہیں:

"صدر جنرل پرویز مشرف اور سعودی ولی عہد شہزادہ (سعودی عرب کے موجودہ بادشاہ۔ ناقل) عبداللہ بن عبدالعزیز کے درمیان ریاض میں ہونے والی ملاقات میں عالمی صورتحال پر تبادلہ خیال کے علاوہ سعودی عرب اور پاکستان کے درمیان تجارتی تعلقات بھی زیر غور آئے.......... دونوں راہنماؤں نے اس بات سے بھی اتفاق کیا کہ اسلام امن، محبت، اخوت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے اور اسلام کی اصل تعلیمات اور پیغام کو عوام الناس تک پہنچانے کی ضرورت ہے"۔

(نوائے وقت مورخہ 8.3.2004 صفحہ8)

......لیکن عملاً ہمارے ہاں کیا ہو رہا ہے؟

معروف کالم نویس بیدار سرمدی کی ایک چشم کشا تحریر بعنوان "فرقہ واریت...... چند سوالات" "نوائے وقت" مورخہ 9/مارچ 2004ء میں شائع ہوئی ہے۔ پہلے کالم میں صاحب مضمون لکھتے ہیں:

"مذہب میں اسی انتہا پسندی نے ہمیں اس طرح پتہ پتہ کر کے رکھ دیا کہ زہریلی ہوائیں ہمارے اندر آ کر شور مچا رہی ہیں۔ عجیب المیہ ہے کہ وہ دین جو دین فطرت اور سلامتی کا دین ہے اسی کے برگ و بار امن کے سبز رنگ سے محروم ہو رہے ہیں اور اس کے مقابلے میں جتنے مذہبی یا نیم مذہبی دائرے ہیں وہاں مذہب کے نام پر کوئی کسی سے الجھتا نظر نہیں آ رہا۔ تکلیف دہ حد تک ذات پات اور اونچ نیچ کے حامل ہندو مذہب میں برہمن، کھتری اور شودر سمیت کیسی عجیب سطحیں ہیں مگر کروڑوں کی آبادی کے حامل بھارت میں مذہبی اجتماعات اور مندروں میں آپس میں سر پھٹول کی ایسی مثالیں سامنے نہیں آ رہیں۔ عیسائیوں کے کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقے موجود ہیں جزوی اختلافات بھی ہیں لیکن ایک دوسرے کے گرجا گھروں میں خود عیسائی الجھتے نظر نہیں آتے.......... کیا اکیسویں صدی میں یا اپنی پندرھویں ہجری صدی میں وہ لمحہ آ نہیں گیا کہ ہم یہ بھی سوچیں کہ منبر اور مسند میں کون کون کہاں کہاں نقب لگا کر کام دکھا رہا ہے"۔

اپنے مضمون کے دوسرے کالم میں جناب بیدار سرمدی دین اسلام کی ابدی سچائی اور سلامتی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ہمارا دین امن، آشتی اور سلامتی کا دین ہے اور کچھ حضرات نے ہمیں "اپنے اپنے دین" کے نام پر ایسی انتہاؤں پر کھڑا کر دیا ہے کہ ہمارے بعض نادان

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ
6214750
6214760
اقصیٰ روڈ
6212515
6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

دوست اپنی دانست میں ''خلوص'' کے ساتھ ایک دوسرے کا خون بہا رہے ہیں اور یہ نہیں دیکھ رہے کہ فضاؤں میں مصنوعی سیاروں کے ذریعے ہماری نگرانی کرنے والے ہم سب کے نڈھال ہوکر گرنے کے منتظر ہیں''۔

(مضمون مطبوعہ ''نوائے وقت'' مورخہ 9.3.2004)

......مسجد انتظامیہ کا ''وحشیانہ تشدّد''۔

''نوائے وقت'' مورخہ 3/مئی 2004ء کے صفحہ اول کی ایک سرخی ہے:

مسجد انتظامیہ کے تشدد کے بعد مسیحی طالب علم ہسپتال میں دم توڑ گیا۔

خبر کی تفصیل میں درج ہے:

''تفصیلات کے مطابق ٹوبہ ٹیک سنگھ سے تعلق رکھنے والا کامرس کا طالب علم جاوید انجم مسیح 323 ترنڈی میں واقع مسجد میں منہ ہاتھ دھونے گیا جہاں مسجد انتظامیہ نے اسے پکڑ کر مبینہ طور پر بجلی کے جھٹکے لگانے کے ساتھ وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنا کر تشویش ناک حال میں پھینک دیا گزشتہ روز ڈیڑھ ہفتہ زیر علاج رہنے کے بعد اس نے الائیڈ ہسپتال میں دم توڑ دیا ہے''۔

(''نوائے وقت'' مورخہ 3.5.2004 صفحہ 1 و 8)

......چیچنیا اور عراق کے جنگجوؤں نے اسلام کو نقصان پہنچایا۔

مدیر 'سرراہے' اپنے 5/ستمبر 2004ء کے کالم میں لکھتے ہیں:

''روسی فوج کے کمانڈوز نے جمہوریہ اوسیشیا کے ایک سکول میں چیچن جانبازوں کی طرف سے یرغمالی بنائے جانے والے بچوں کی بازیابی کے لئے خصوصی آپریشن کیا جس کے نتیجے میں 173 افراد ہلاک اور 646 زخمی ہو گئے۔ ہلاک ہونے والوں میں 23 اغوا کار بھی شامل ہیں جن میں دس عرب باشندے بیان کئے جاتے ہیں۔

پہلے دنیا بھر کی ہمدردیاں چیچنیا کے آزادی پسند جانبازوں کو حاصل تھیں لیکن اس واقعہ نے ہوا کا رخ یکسر تبدیل کر دیا ہے۔ اب مسلمان ممالک بھی بچوں کے اس قتل پر ''توبہ توبہ!'' پکار اٹھے ہیں۔ یہاں تک کہ جامعہ الازہر کے مفتی اعظم نے یرغمال بنانے والوں کو مجرم قرار دینے کا فتویٰ جاری کر دیا ہے۔

چیچن جانبازوں کو سوچنا چاہئے کہ انہوں نے اپنے کاز کے علاوہ اسلام کو کس قدر نقصان پہنچایا ہے۔ یہی حال عراق کے اسلامی گروپوں کا ہے۔ انہوں نے 12 نیپالی باشندوں کا قتل کر کے نیپال میں آباد ہزاروں مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر دی ہے۔ اب بپھرے ہوئے گورکھے مساجد کو شہید کر رہے ہیں۔ کیا عراق کے مجاہدین اسلام کی خدمت کر رہے ہیں یا وہ اپنے دین پر بدنامی کے ٹیکے لگا رہے ہیں؟ عراقی مجاہدین نے دو پاکستانیوں کو بھی شہید کر دیا تھا لیکن ایک اسلامی ملک ہونے کی وجہ سے یہاں کے عوام خاموش رہے۔ اب انہوں نے غیر مسلم ممالک کے باشندوں کے گلے کاٹنے شروع کر دیئے ہیں تو وہاں کے عوام کیسے خاموش رہ سکتے ہیں۔ اس طرح مسلمان اپنے ہاتھوں اپنے کاز کو نقصان پہنچانے کا اہتمام کر رہے ہیں''۔

(''نوائے وقت'' ''کالم سرراہے'' مورخہ 5.9.2004)

بحرہند کے جزیرہ راڈرگز (Rodrigues) میں

مسجد محمود کا بابرکت افتتاح

(رپورٹ مرتبہ : بشارت نوید مبلغ سلسلہ ماریشس)

جزیرہ روڈرگز کا مختصر تعارف

اس جزیرہ کو 1528ء عیسوی میں پرتگالیوں نے دریافت کیا اور ایک صاحب Don Diego Mr Rodriguez نے پہلی مرتبہ اسے ایک نقشہ میں ظاہر کیا۔ ہالینڈ کے باشندے انڈونیشیا میں اپنی کالونیوں کی طرف سفر کے دوران یہاں مختصر قیام کیا کرتے تھے۔ 1691ء میں فرانسیسیوں نے یہاں مستقل قیام کیا اور اسے اپنی کالونی بنایا جس پر بعد میں انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔

محلِ وقوع

جزیرہ روڈرگز بحر ہند کے وسط میں، ماریشس کے مشرق میں 560 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس کا کل رقبہ 109 مربع کلومیٹر ہے۔ زیادہ تر پہاڑی علاقہ ہے۔

1996ء کی مردم شماری کے مطابق اس کی آبادی 35000 افراد پر مشتمل ہے۔ مرکزی شہر Port Mathurin ہے۔ 95% عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کی کرنسی ماریشن روپیہ ہے۔ اور ذرائع آمد ماہی گیری، زراعت اور سیاحت ہیں۔

انتظامی لحاظ سے یہ ری پبلک آف ماریشس کا ایک ریجن ہے جسے جزوی خود مختاری حاصل ہے اور اس کی اپنی مختصر سی ریجنل اسمبلی ہے۔ جزیرہ کا ہیڈ چیف کمشنر کہلاتا ہے۔

جماعت کا قیام

یہاں 1985ء میں جماعت کا قیام عمل میں آیا اور مرکزی شہر Port Mathurin میں پہلی مسجد تعمیر کی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس مسجد کا نام ''مسجد نور'' رکھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1993ء کے دورۂ ماریشس کے دوران پہلی مرتبہ اس جزیرہ کا دورہ کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورۂ ماریشس 2005ء کے دوران مورخہ 6 دسمبر کو یہاں کا دورہ فرمایا۔

الحمد للہ خدا کے فضل سے جماعتِ احمدیہ ماریشس کو مورخہ 4 نومبر بروز اتوار جزیرہ روڈرگز میں اِس جزیرہ کی دوسری مسجد کے بابرکت افتتاح کی توفیق ملی۔ خدا کے فضل سے اس سے قبل جزیرہ کے مرکزی شہر Port Mathurin میں جماعت کی ایک خوبصورت مسجد موجود ہے۔ اور اب دوسرے بڑے شہر La Ferme میں جماعت نے خلافت احمدیہ صدسالہ جشنِ تشکر منصوبے کے تحت اس مسجد کی تعمیر کا پروگرام بنایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورۂ ماریشس 2005ء کے دوران اس دوسری مسجد کی بنیاد رکھی تھی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس مسجد کا نام ''مسجد محمود'' رکھا ہے اور اس کے افتتاح کے لئے مرکزی نمائندہ مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب (سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان) ناظر رشتہ ناطہ کو نامزد فرمایا۔

مکرم سید محمود شاہ صاحب مورخہ 26 اکتوبر 2007ء کو ماریشس تشریف لائے جہاں انہوں نے تین روزہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ ماریشس میں بطور مرکزی نمائندہ شرکت فرمائی۔ اجتماع کے افتتاحی اور اختتامی خطاب میں آپ نے خدام کو قیمتی نصائح سے نوازا۔

مسجد کے اس بابرکت افتتاح میں شرکت کے لئے ماریشس سے روڈرگز کے لئے ائر ماریشس کا ایک چھوٹا طیارہ مکمل طور پر احمدی احباب نے ریزرو کروا رکھا تھا۔ اس طرح مورخہ 4/نومبر بروز اتوار مہمانِ خصوصی مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب کی قیادت میں 42 افراد کا یہ قافلہ بعد نمازِ فجر روانہ ہوا اور ایک گھنٹہ بیس منٹ کی فلائٹ کے بعد 8 بجے صبح بخیر و عافیت جزیرہ روڈرگز پہنچا جہاں ہوٹل Point aux Venus میں قیام تھا۔ بعد دوپہر 3 بجکر 45 منٹ پر مہمانِ خصوصی مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب مسجد محمود کے افتتاح کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے اذان دی اور نمازِ ظہر و عصر پڑھائیں۔

4 بجے غیر از جماعت مہمانوں کی موجودگی میں باقاعدہ طور پر افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کے ساتھ ہوا جو مکرم ساجد مستن صاحب نے کی جس کا مقامی زبان میں ترجمہ صدر جماعت روڈرگز مکرم جمیل رُسدی صاحب نے پیش کیا۔ مکرم امیر صاحب نے مسجد کی تعمیر سے متعلق تفصیلات پیش کیں اور اُن تمام احباب کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس کی تعمیر میں اپنی خدمات پیش کیں بعد ازیں ریجنل گورنمنٹ آف روڈرگز کے ہیڈ چیف کمشنر روڈرگز Mr Johnson Roussety نے اپنی تقریر میں جماعت کے اس نیک کام کو سراہا اور جماعت کی دوسری سماجی خدمات کا بھی ذکر کیا۔ آخر پر مرکزی نمائندہ و مہمانِ خصوصی مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب نے اپنے خطاب میں اسلام میں مسجد کے قیام کا مقصد اور اللہ تعالیٰ کی صفتِ سلام پر روشنی ڈالی۔ تقریب کے آخر پر آپ نے دعا کروائی اور دیوار پر لگی تختی کی نقاب کشائی کی۔

اس تقریب میں چیف کمشنر روڈرگز، اسسٹنٹ چیف کمشنر روڈرگز کے علاوہ گورنمنٹ کے متعدد دیگر اعلیٰ عہدیداران نے شرکت کی۔

200 سے زائد احمدی اور غیر از جماعت افراد نے اس تقریب میں شرکت کی۔ اس موقعہ پر ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات کے نمائندگان بھی موجود تھے۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں مسجد محمود کی افتتاحی تقریب کو خوب کوریج دی گئی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہمیشہ آباد رکھے اور اسے تمام جزیرہ میں توحید اور حقیقی اسلام پھیلانے کا موجب بنائے۔ آمین

گوتھن برگ (سویڈن) میں

بین المذاہب سمپوزیم

(رپورٹ : آغا یحییٰ خان۔ مبلغ سلسلہ سویڈن)

مورخہ 15/نومبر 2007ء بروز جمعرات گوتھن برگ کی مرکزی سٹیٹ لائبریری میں جماعت احمدیہ سویڈن نے لائبریری کی انتظامیہ کے تعاون سے بین المذاہب سمپوزیم کا انعقاد کیا جس کا عنوان:

''مذہب اور سائنس''

رکھا گیا اور اس میں یہودی اور عیسائی مذاہب کے نمائندگان کو بھی مدعو کیا گیا کہ اس موضوع پر وہ اپنے اپنے مذاہب کی تعلیمات کی رو سے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ یہودی اور عیسائی نمائندوں نے اپنے اپنے طریق سے کائنات کی بناوٹ اور انسان کے نظریہ ارتقاء سے متعلق کچھ بیان کیا مگر سب باتیں بغیر کسی حوالہ کے تھیں کہ جیسے سب اچھا ہے اور ہمارا مذہب ان باتوں کی تائید کرتا ہے۔

اسلام کی نمائندگی میں خاکسار کو تقریر کی سعادت ملی۔ خاکسار کی تقریر میں قرآن اور حدیث کے معین حوالہ جات تھے اور اللہ کے فضل سے حاضرین کی طرف سے خاکسار کی تقریر کو بہت پسند کیا گیا۔ یہ محض حضرت مسیحِ موعودؑ اور خلفاءِ مسیح موعودؑ کے کلام کی برکت ہے۔

آج سویڈن کے سب سے بڑے اخبار GP میں بھی اس کا اشتہار مفت شائع ہوا اس کے علاوہ گوتھن برگ کے تمام سکولز اور یونیورسٹیوں کو فیکس بھی کی گئی اور اس کے علاوہ جاننے والے احباب کو فرداً فرداً بھی مدعو کیا گیا۔ 21 سویڈش احباب نے شرکت کی ان میں سے اکثریت تعلیم اور تحقیق کے شعبہ سے تعلق رکھنے والوں کی تھی۔

تینوں تقاریر کے بعد مکرم محمود احمد صاحب نیشنل امیر سویڈن نے مقررین اور حاضرین مجلس کا شکریہ ادا کیا اور آخر پر مہمانوں کی خدمت میں چائے اور لوازمات پیش کئے گئے۔

سویڈش احباب کے علاوہ 30 سے زائد احباب جماعت نے بھی اس میں شرکت کی۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ ہماری ان کاوشوں کو قبول فرمائے اور اس کے نیک ثمرات مرتب ہوں آمین!

اقبال اخوند کی خودنوشت

(حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کا ذکر خیر)

(تحریر: پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی)

جناب اقبال اخوند پاکستان کے جانے پہچانے اور مشہور سفارت کار تھے۔ آپ نے ملازمت سے فراغت کے بعد اپنی خودنوشت "Memories of a By Stander" کے عنوان سے انگریزی میں لکھی۔ اخوند صاحب کا تعلق سندھ سے ہے مگر ان کی بیگم مشرقی پاکستان حال بنگلہ دیش سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کی زندگی کا بیشتر حصّہ ملک سے باہر گزرا مگر ملک کے اندر باہر کے سیاسی و سماجی تغیرات ان کی نگاہ دوربین سے اوجھل نہیں رہے۔ سفارت کار ہونے کے ناطے ان کے نظریات اس طرح الم نشرح نہیں ہو سکتے تھے جس طرح دوسرے لوگ علی الاعلان اپنے احساسات و تعصّبات کا اظہار کر سکتے ہیں۔ مگر ملازمت سے فراغت کے بعد آپ نے اولین فرصت میں اپنی یادداشتوں کو بیان کر دیا ہے۔ ان کا زیادہ حصّہ یو این او سے متعلق ہے اور یو این او کا حلقہ تیسری دنیا کے ہر ملک کے ہر ملک کے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

اقبال اخوند صاحب یو این او سے متعلق لکھتے ہیں:

''چوہدری ظفر اللہ خان (جو پرنس علی خان کے بعد یو این او میں پاکستان کے مستقل نمائندے بن کر آ گئے تھے) جنرل اسمبلی کے صدر منتخب ہو گئے اور اس عہدہ کے اعزاز میں خاطر خواہ اضافہ کیا۔ انہوں نے اس عہدہ کی شہرت کو چار چاند لگا دئے جو اُن سے قبل کوئی نہیں کر سکا تھا یعنی اسمبلی کے اجلاسوں کا عین وقت پر شروع کر دینا۔ ان کا طریق بڑا جرأت مندانہ اور سادہ تھا۔ وہ عین ساڑھے دس بجے سٹیج پر آتے، اپنی کرسی پر متمکن ہوتے اور صدارتی ہتھوڑا میز پر مارتے۔ شروع شروع میں مندوبین بڑے بے مزہ ہوئے مگر رفتہ رفتہ عادی ہو گئے۔ چنانچہ ایک اجلاس بھی ایسا نہ ہوا جو وقت پر شروع نہ ہوا۔ حتیٰ کہ وہ اجلاس بھی عین وقت پر شروع ہو گیا جس میں الجیریا کو لمبی تگ ودو کے بعد آخر یو این اسمبلی کا رکن بننا اور اپنی جگہ سنبھالنا تھی۔ مصیبت یہ تھی کہ الجیریا کا وفد ابھی تک نہیں پہنچا تھا۔ چوہدری ظفر اللہ خان نے اپنے دستور کے مطابق ہتھوڑا میز پر مارا اور اجلاس کی کارروائی شروع کرنے کا اعلان کر دیا (گویا ہیلمٹ کا ڈرامہ پرنس آف ڈنمارک کے بغیر ہی شروع ہو گیا) اتنے میں اسمبلی کا چیف آف پروٹوکال الجیریا کے وفد کے ساتھ ہانپتا کانپتا ہال میں داخل ہوا''۔ (صفحہ 58-59)

یہ گواہی ایک عینی گواہ کی ہے اور ہمارے ہاں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو حقائق کا جانتے بوجھتے ہوئے بھی اخفاء روا رکھتے ہیں۔ مگر اقبال اخوند کو داد دینی چاہئے کہ انہوں نے اپنی گواہی بہ تمام کمال دنیا تک پہنچا دی اور کسی تعصب کو اپنی راہ میں حائل نہ ہونے دیا۔ یہی وہ زمانہ تھا جب سلامتی کونسل میں کشمیر کا سوال دوبارہ اٹھایا گیا تھا۔ اس ضمن میں بھی ان کی گواہی پڑھنے کی ہے۔

''سلامتی کونسل میں کشمیر کا سوال اٹھایا گیا تو انڈیا کے نمائندہ مسٹر کرشنا مینن نے اپنے مخصوص انداز میں پانچ گھنٹے تک تقریر کی اور حسب معمول اِدھر اُدھر کی ہانکتے رہے کہ ''پاکستان میں بنیادی جمہوریت رائج ہے مگر ہمارے ہاں جمہوریت بنیادی ہے''۔ وغیرہ۔

کشمیر کے بارہ میں انہوں نے کہا کہ جموں اور کشمیر انڈیا کا حصّہ بن چکا ہے کیونکہ مہاراجہ کے الحاق کر دینے کے بعد ریاست میں کئی بار انتخاب ہو چکے ہیں اور اس بات کی تصدیق کی جا چکی ہے اس لئے پاکستان کے موقف میں کوئی جان نہیں ہے۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ انڈیا نے یو این سی آئی پی (یونائیٹڈ نیشنز کمیشن فار انڈیا اینڈ پاکستان) کے ریزولیوشنز کے خلاف موقف اختیار کیا۔ ظفر اللہ خان نے نہ صرف اس (کرشنا مینن) سے ایک گھنٹہ زیادہ تقریر کر کے بلکہ قانونی لحاظ سے انڈیا کے موقف کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے''۔

(صفحہ 71)

میری کتاب ''پس نوشت'' میں کسی جگہ ایک شپرہ چشم سول سرونٹ ہاشم رضا کی بات بیہودہ ہے کہ:

''سر ظفر اللہ خان کو امور خارجہ کے معاملہ میں قابل ترین آدمی قرار دینا محض پراپیگنڈہ تھا اور یہ کہنا کہ وہ اقوام متحدہ میں مسحور کن اثر رکھتے تھے ان کی غلط تصویر کشی کے مترادف تھا''۔

('ہماری منزل' صفحہ 114)

ہاشم رضا کو یہ ساری باتیں اس لئے نظر آئیں کہ انہیں وزارت خارجہ نے من مانی کارروائیاں کرنے سے حکمًا روک دیا تھا اور اتفاق یوں ہے کہ اس زمانہ میں سر ظفر اللہ خان پاکستان کے وزیر خارجہ کے منصب پر فائز تھے۔ ان کی وزارت خارجہ کے زمانہ میں بھی اخوند صاحب سفارتی منصب پر تھے۔ ان کی یہ بات بھی سن لیجئے۔

''1946ء سے 1952ء تک کا دور نسبتًا خوش خلقی کا دور تھا۔ وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان نے فلسطین کے قضیہ کے علاوہ اریٹریا سے لے کر الجیریا تک کے مسلمانوں کے مسائل کو بڑی خوش اسلوبی سے یو این او میں پیش کیا تھا۔ اس کی وجہ سے پاکستان کی شہرت عربوں کے موقف کے سب سے بڑے اور سب سے زبردست حامی کی تھی''۔ (صفحہ 178)

اور ابھی شاید ہاشم رضا صاحب کو سابق سیکرٹری خارجہ اور سینئر سفیر جناب شہر یار خان کی یہ ''ناگوار'' بات بھی سننا پڑے جو شہر یار خان کی والدہ محترمہ بیگم عابدہ سلطان نے اپنی خودنوشت میں لکھی ہے کہ:

''تیونس میں ماؤں نے اپنے بچوں کے نام ظفر اللہ خان کے نام پر رکھ دئے تھے کیونکہ انہوں نے شمالی افریقہ کے ان ممالک کی آزادی کی جدوجہد میں نمایاں کارنامے سرانجام دئے تھے''۔

(باغی شہزادی کی یاد داشتیں صفحہ 278)

اقبال اخوند نے سندھی ہونے کے باوجود بھٹو صاحب کی سیاسی غلطیوں سے صرفِ نظر نہیں کیا اور برملا کہا کہ:

''سیاسی سطح پر بھٹو سے دو غلطیاں ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ اس نے سرحد اور بلوچستان کی حکومتوں کو جو این اے پی کی حکومتیں تھیں برطرف کر دیا۔ دوسری غلطی اس سے یہ ہوئی کہ اس نے قادیانی مسئلہ کو سلجھانے کے لئے غلط طریقہ اختیار کیا۔ 1974ء میں ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر معمولی سی جھڑپ ہوئی۔ یہ فساد پھیلنے کا خطرہ تھا۔ اس موقعہ سے بنیاد پسندوں نے فائدہ اٹھایا اور شور مچا دیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔

بھٹو کو ڈر تھا کہ یہ صورت 1953ء والی صورت نہ بن جائے۔ اس نے کہا کہ یہ مسئلہ اسمبلی حل کرے گی اور (اسمبلی میں پی پی پی کی اکثریت تھی) چنانچہ اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ بھٹو بڑا خوش تھا کہ اس نے ایک پرانے مسئلہ کو خوش اسلوبی سے حل کر لیا ہے۔ مگر اس نے مذہبی جماعتوں پر اپنی کمزوری عیاں کر دی تھی اور مذہبی جماعتوں کو پتہ چل گیا تھا کہ وہ اپنے سیاسی مقاصد کے لئے مذہب کو استعمال کر سکتی ہیں۔ مذہبی جماعتوں نے بھٹو کو ذرا سا کریڈٹ بھی نہیں دیا۔

1977ء کے الیکشن میں یہی مذہبی جماعتیں اس کی مخالفت میں پیش پیش تھیں۔ بعد میں ضیاء الحق کے زیر سایہ مُلّاؤں کے سنہرے دور میں قادیانیوں کی ایذا دہی اور حق تلفی کے لئے قرون وسطی جیسے قوانین وضع کئے گئے اور انہیں باقاعدہ قانونی شکل میں نافذ کیا گیا''۔

(صفحہ 307-308)

اقبال اخوند صاحب کا یہ تجزیہ بھی آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ:

''وہ رہنما جو کسی قسم کے سیاسی اصولوں سے وابستہ نہیں ہوتے محض سیاسی اقتدار اور اس کے ساتھ جو مفادات وابستہ ہیں ان کے حصول میں لگے رہتے ہیں۔ پاکستان میں ایسے ہی رہنماؤں کی وجہ سے سیاست بے اصولی کا کھیل بن کر رہ گئی ہے۔ بھٹو نے بھی جب محسوس کیا کہ اس کا اقتدار خطرہ میں ہے تو اس نے اپنے مفاد کے لئے قادیانی مسئلہ پر بے اصولی دکھائی۔ اسی طرح اپنے اقتدار کے آخری دنوں میں شراب اور جوئے پر پابندی عائد کرنے کا اعلان کیا''۔ (صفحہ 392)

یہ تمام باتیں ان کے ڈولتے ہوئے راج سنگھاسن کو سنبھالا نہ دے سکیں۔ اخوند صاحب جیسے جرأت مند سفارت کار کی یادداشتیں تاریخ میں اپنی صداقت بیانی کی وجہ سے ممتاز طور پر باقی رہیں گی۔

(بشکریہ: پندرہ روزہ ''المصلح'' کراچی۔ یکم تا 15 مارچ 2006ء)

طاہر احمدیہ مسلم ہائر سیکنڈری سکول مانسا کونکو (گیمبیا) میں

تبلیغی نشستوں کا انعقاد

(رپورٹ: محمد محمود طاہر۔ مبلغ سلسلہ گیمبیا)

احمدیہ مسلم ہائر سیکنڈری سکول مانسا کونکو (گیمبیا) کا قیام 1988ء میں ہوا تھا۔ اس سکول کی روایت ہے کہ ہر سال رمضان المبارک میں تبلیغی نشستوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ امسال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو تبلیغی نشستوں کا اہتمام کیا گیا جن میں مکرم نیابلی ابوبکر صاحب (Abu Bakar Neyabaly) وائس پرنسپل نے جماعت کا تعارف کروایا۔ خاکسار نے اسوۂ حسنہ کے موضوع پر خطاب کیا جس کے بعد طلباء اور سٹاف کو سوالات کا موقع دیا گیا۔ طلباء اور اساتذہ نے اس میں بہت دلچسپی لی۔ ایک عیسائی ٹیچر نے بعد میں بتایا کہ اسلام تو بہت ہی صاف اور انسانیت کا ہمدرد مذہب ہے لیکن لوگ سمجھ نہیں سکے۔

مجموعی طور پر 650 افراد نے ان پروگراموں میں حصہ لیا۔ ایک ٹیچر جو کہ پادری ہے اس نے سوال کیا کہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام آسمان پر گئے ہیں اور وہی اپنے جسم عنصری کے ساتھ واپس آئیں گے۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد آف قادیان مسیح موعود ہیں؟

خاکسار نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم لوگ یسوع مسیح کو بھی اللہ تعالیٰ کا سچا نبی مانتے ہیں اور ان کی عزت کرتے ہیں۔ آپ کی آمد ثانی کو بھی قبول کیا ہے۔ آپ کے یہ سوال پوچھنے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مسیح علیہ السلام کی پہلی آمد کو بھی قبول نہیں کیا چہ جائیکہ بعثت ثانیہ کو۔ بائبل کے مطابق جب مسیح علیہ السلام نے مسیح ہونے کا اعلان کیا تو یہودیوں نے اپنے عقیدہ کے مطابق ان سے پوچھا کہ اگر آپ سچے مسیح ہیں تو آپ سے پہلے الیاس نبی نے آنا تھا جو رتھ سمیت آسمانوں پر گئے ہوئے ہیں۔ تو الیاس نبی کہاں ہیں؟

اس پر حضرت مسیح علیہ السلام نے انہیں وہی جواب دیا جو آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام لوگوں کو بتا رہے ہیں کہ آسمانوں پر بجسد عنصری کوئی نہیں گیا اور نہ ہی جا سکتا ہے۔ یہ پیشگوئی تعبیر طلب ہے اور اس کی تعبیر میں حضرت مسیح علیہ السلام نے یہودیوں کو بتایا کہ آسمان سے جسم عنصری سے واپس آنے کا نظریہ غلط ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اب کوئی اور شخص حضرت الیاس کی صفات سے متصف ہو کر آئے گا اور وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ہیں۔ اگر تم سعادتمند ہو تو انہیں بھی قبول کرو اور مجھے بھی۔

یہی تشریح ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی بتائی کہ حضرت مسیحؑ کے آسمان سے آنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ خود اپنے جسم عنصری کے ساتھ واپس آئیں گے۔ بلکہ خود حضرت مسیح علیہ السلام کی تشریح کے مطابق کوئی اور ان کی صفات سے متصف ہو کر آئے گا۔

خاکسار نے انہیں بتایا کہ اب حضرت مسیح موعودؑ آپ کو یاد دلا رہے ہیں کہ آپ پہلے مسیح کو بھی اس کی اصل تعلیم کے مطابق قبول کرو اور مجھے بھی۔

اگر آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول نہیں کرتے تو دراصل آپ حضرت مسیح ناصری کا بھی انکار کر رہے ہیں کہ آپ ان کی تشریح کو قبول نہیں کر رہے۔

میری اس بات سے وہ خاموش ہو گیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن سننے والوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہماری کوششوں میں برکت ڈالے اور ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ آمین

Denham یوکے میں
ایک امن کانفرنس کا انعقاد

(رپورٹ :رانا مشھود احمد ۔ مبلغ سلسلہ برطانیہ)

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

آج کل مغربی دنیا میں خاص طور پر اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش ہورہی ہے۔ وقفہ وقفہ سے کوئی نہ کوئی نیا شوشہ اسلام کے خلاف چھوڑ دیا جاتا ہے جس کے ردّعمل میں بعض لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں اور آنحضور ﷺ سے محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں مگر جوش میں آکر ایسی حرکات کرتے ہیں جو بالکل آنحضور ﷺ کی سنت اور قرآن کریم کی تعلیم کے منافی ہوتی ہیں۔ ایسی باتوں سے بداندیش دشمن فائدہ اٹھاتا ہے اور میڈیا کے ذریعہ ایسے چند عناصر کی غیر اسلامی حرکات کو خوب اچھالا جاتا ہے تاکہ ثابت کرسکیں کہ اسلام نعوذ باللہ ایک دہشت گرد مذہب ہے۔

پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو ہدایت فرمائی ہے کہ آج اس خادم اسلام جماعت کی ڈیوٹی ہے کہ ہر شہر اور قصبہ اور گاؤں میں جائیں اور اسلام کی حقیقی اور پیاری تعلیم سے ان لوگوں کو آگاہ کریں۔ خاص طور پر دیہات میں جاکر اسلام کا پُرامن پیغام پہنچانے کا ارشاد فرمایا ہے تاکہ لوگوں کی غلط فہمیاں دور ہوں اور وہ اسلام کے خوبصورت دین کو قبول کرکے توحید الٰہی کے جھنڈے تلے جمع ہوجائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ کے اس ارشاد کی تعمیل میں مڈل سیکس ریجن کی Hays جماعت نے نئے تبلیغی سال کی پہلی امن کانفرنس منعقد کرنے کی سعادت حاصل کی اور اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دیہات میں تبلیغی کام کا آغاز کیا۔ کانفرنس کے انعقاد کے لئے خاکسار اور مکرم سہیل احمد قریشی صاحب صدر جماعت Hays نے مل کر علاقہ کا دورہ کیا اور ایک گاؤں کا انتخاب کیا۔ پہلے ہم چرچ گئے۔ وہاں سے پادری صاحب کا فون نمبر لیا اور پھر گاؤں کے ہال میں گئے۔ ہال کے باہر نوٹس بورڈ پر ایک نوٹس پڑھا جس پر لکھا تھا کہ آج شام ہال کی انتظامیہ کی میٹنگ ہورہی ہے اس میں شمولیت کی دعوت عام ہے۔ ہم اس میٹنگ میں شامل ہوئے اور اپنا تعارف کروایا اور آنے کا مقصد پیش کیا۔ لوگوں نے اس بات کو پسند کیا کہ یہاں امن کانفرنس منعقد ہو۔ واپس آکر پادری صاحب سے فون پر بات کی۔ وقت طے کرکے تقریباً دو گھنٹے کی میٹنگ کی۔ اس نے کہا وہ بھی چرچ کی طرف سے لوگوں کو اس اجلاس میں آنے کی دعوت دے گا۔

ابتدائی دورہ کے بعد ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی گئی جس کا چیئرمین مکرم مرزا محمود بیگ صاحب کو مقرر کیا گیا۔ اسی طرح مکرم شہزاد قریشی صاحب کی سربراہی میں ایک ٹیم نے ہر گھر کے دروازے پر جاکر اپنا تعارف کروایا اور پروگرام کے متعلق بتایا اور آنے کی دعوت دی۔ جنہوں نے آنے پر رضامندی کا اظہار کیا ان کو بعد ازاں باقاعدہ دعوت نامہ بھجوائے گئے۔

اس کانفرنس کو لوکل نیوز پیپر نے بھی کوریج دی اور اس اجلاس سے قبل اس بارہ میں اعلان شائع کردیا۔

اس کے بعد مورخہ 17/اگست 2007ء بروز جمعۃ المبارک Denham Village میں یہ پروگرام منعقد ہوا جس کا موضوع تھا:

Role of Religion Bringing
Peace and Harmony in Society

اس کانفرنس میں 47 غیر مسلم لوکل مردوں اور خواتین نے شرکت کی۔ ان میں سے 30 سے زائد ایسے افراد تھے جن کو چرچ نے آنے کی دعوت دی ہوئی تھی۔ علاوہ ازیں احباب جماعت کی کافی تعداد نے بھی اس مجلس سے استفادہ کیا۔

پروگرام ساڑھے چھ بجے شام تلاوت قرآن کریم سے مکرم سید منصور احمد شاہ صاحب نائب امیر یوکے کی زیرصدارت شروع ہوا اور ساڑھے آٹھ بجے دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ پھر مہمانوں کو کھانا پیش کیا گیا۔

تلاوت قرآن کریم مکرم احسن بیگ صاحب نے کی اور اس کا انگریزی ترجمہ مکرم برہان بیگ صاحب نے پڑھا۔ استقبالیہ ایڈریس اور جماعت کا تعارف مکرم قریشی سہیل احمد صاحب نے پیش کیا۔

پہلی تقریر مقامی چرچ کے پادری ریورنڈ ایڈرین (Adrian) نے کی۔ پھر پولیس کے ایک نمائندہ آفیسر مسٹر سٹیو (Steve) نے کی۔

اس کے بعد مکرم عطاء المجیب صاحب راشد، امام مسجد فضل لندن و مشنری انچارج یوکے نے امن کانفرنس سے خطاب کیا۔ تقریب کے موضوع کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے ایک پُرامن اور مقامی معاشرہ کی تشکیل کی ضرورت اور اہمیت واضح کرنے کے بعد بڑے احسن رنگ میں اسلامی تعلیمات کو پیش کیا۔ آپ نے بتایا کہ اسلام ہمسایوں کے حقوق کے متعلق کیا تعلیم دیتا ہے۔ نیز معاشرہ میں امن پھیلانے کے متعلق کیا تعلیم دیتا ہے۔ اور دوسروں کے عقائد اور عبادتگاہوں کے احترام کے متعلق اسلامی تعلیمات کیا ہیں۔

اس جامع خطاب کے بعد ایک مجلس سوال وجواب بھی منعقد ہوئی جس میں مکرم امام صاحب نے سامعین کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دئے۔

حاضرین نے سوال وجواب کے سلسلہ کو خاص طور پر پسند کیا اور اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ ایسے اجلاسات پھر منعقد ہوتے رہنے چاہئیں۔

اس موقع پر ایک تبلیغی نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا اور ہر مہمان کو لٹریچر پیک بھی دیا گیا جس میں جماعت کا تعارف اور حضور انور کے دو لیکچرز شامل تھے۔ آخر پر جملہ حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا جو مقامی لجنہ کے تعاون سے تیار کیا گیا تھا۔ اس دوران بھی مذہبی سوال وجواب کا سلسلہ کافی دیر جاری رہا۔

الحمدللہ کہ حاضرین نے اس پروگرام کو بہت پسند کیا۔ ہائی ویکمب سے ایک مسلمان پولیس آفیسر بھی آیا ہوا تھا اس نے کہا کہ ایسا پروگرام ہائی ویکمب میں بھی کریں۔

اس کامیاب اجلاس کے بعد 19/ستمبر 2007ء کو مکرم سہیل قریشی صاحب کے ساتھ ایک دوسرے گاؤں جیرڈ کراس (Gared Cross) کا دورہ کیا۔ وہاں کے پانچ اضلاع کے چیف پولیس سپرنٹنڈنٹ اور چیف کمانڈر سے ملاقات کی اور ان کو جماعت کا تعارف کروایا اور پیس کانفرنس کے بارہ میں بتایا کہ ہم ہر گاؤں میں ایسے پروگرام کرنا چاہتے ہیں۔ تو انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ آخر پر ان دونوں افسران کو Revelation والی کتابیں تحفۃً دیں۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان کوششوں کو قبول فرمائے اور ان کے بابرکت نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

قرض لینے اور دینے والوں کے لئے
اہم ہدایات

...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپؐ سے (قرض کی واپسی کا) تقاضا کیا اور شدت سے کام لیا، سختی سے بات کی تو صحابہؓ نے اس کو مارنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو یہ صاحب حق ہے۔ (یعنی جس نے قرض لینا ہو) اس کو کہنے کا حق ہے۔ پھر فرمایا اس کے اونٹ کے مانند اس کو اونٹ دے دو۔ صحابہؓ نے عرض کی یارسول اللہ اس کے اونٹ سے بہتر اونٹ ہے تو آپؐ نے فرمایا اس کو وہی دے دو، تم میں سے بہتر وہ ہے جو (قرض کی) ادائیگی میں بہتر انداز اپناتا ہے''۔

(بخاری کتاب الوکالہ باب الوکالہ فی قضاء الدیون)

...... ایک روایت میں آتا ہے ''جس شخص نے لوگوں سے واپس کرنے کی نیت سے مال (قرض پر) لیا اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادائیگی کرے گا اور جو شخص مال کھاجانے اور تلف کرجانے کی نیت سے لے گا اللہ تعالیٰ اسے تلف کردے گا''۔

(بخاری کتاب الاستقراض واداء الدیون)

...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مَیں گناہوں اور قرض سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ کسی کہنے والے نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے قرض کے بارہ میں کتنی ہی زیادہ پناہ طلب کرتے ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ایک شخص جب مقروض ہوجاتا ہے تو بات کرتے ہوئے جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرکے خلاف ورزی کرتا ہے''۔

(بخاری کتاب الاستقراض واداء الدیون)

...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ ان امور کی پروا نہیں کرتے اور ہماری جماعت میں بھی ایسے لوگ ہیں جو بہت کم توجہ کرتے ہیں، اپنے قرضوں کے ادا کرنے میں۔ یہ عدل کے خلاف ہے۔ آنحضرت ﷺ تو ایسے لوگوں کی نماز نہ پڑھتے تھے۔ پس تم میں سے ہر ایک اس بات کو خوب یاد رکھے کہ قرضوں کے ادا کرنے میں سُستی نہیں کرنی چاہئے...... کیونکہ یہ امرِ الٰہی کے خلاف ہے''۔

(ملفوظات جلد 4۔ صفحہ 607۔ جدید ایڈیشن)

...... شرح میں سود کی یہ تعریف ہے کہ ایک شخص اپنے فائدے کے لئے دوسرے کو روپیہ قرض دیتا ہے اور فائدہ مقرر کرتا ہے۔ یہ تعریف جہاں صادق آوے گی وہ سود کہلاوے گا لیکن جس نے روپیہ لیا ہے اگر وہ وعدہ وعید تو کچھ نہیں کرتا اور اپنی طرف سے زیادہ دیتا ہے اور دینے والا اس نیت سے نہیں دیتا کہ سود ہے تو وہ سود میں داخل نہیں ہے۔ وہ بادشاہ کی طرف سے احسان ہے۔ پیغمبر خدا نے کسی سے ایسا قرضہ نہیں لیا کہ ادائیگی کے وقت اسے کچھ نہ کچھ ضرور زیادہ (نہ) دے دیا ہو۔ یہ خیال رہنا چاہئے کہ اپنی خواہش کے برخلاف زیادہ ملے وہ سود میں داخل نہیں ہے''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 166-167 جدید ایڈیشن)

watch MTA live
audio and video broadcast
Weekly sermons in Urdu / English
Questions & Answers
and much much more
Now you can buy
Ahmadiyya Islamic Books,
Audio / Video on line
using
Master Card or Visa
Visit our official website
www.alislam.org

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترم مولانا محمد احمد جلیل صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 18 ستمبر 2006ء میں شامل اشاعت ایک مضمون میں پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب نے اپنے سسر محترم مولانا محمد احمد جلیل صاحب کا تفصیلی ذکرخیر کیا ہے۔ محترم مولانا صاحب کے بارہ میں ایک مضمون قبل ازیں ہفت روزہ ''الفضل انٹرنیشنل'' 26/جنوری 2007ء کے ڈائجسٹ کی زینت بن چکا ہے۔

محترم مولانا صاحب ایک نہایت مسکین طبع آدمی تھے۔ دوسروں کے پاسِ خاطر کی خاطر قربانیاں دینے والے اور ہر تکلیف کو اپنے نفس پر جھیل جانے والے۔ میں نے اپنے تقریباً پینتالیس سالہ تعلق صہری میں انہیں ایک بار بھی کبیدہ خاطر یا ملول نہیں پایا۔ یہ نہیں کہ ان پر حوادث زمانہ کا اثر نہیں ہوتا تھا، ہوتا تھا مگر وہ اتنے وسیع الحوصلہ تھے کہ ہر بات کو خندہ پیشانی سے جھیل جاتے تھے۔ صبر و تحمل کا کامل نمونہ تھے۔ ان کی پچانوے سالہ زندگی کا نصف میری آنکھوں کے سامنے گزرا اور میں نے انہیں صرف ایک بار آبدیدہ پایا جب اُن کے چھوٹے بھائی کی وفات ہوئی۔

مولانا صاحب کے ساتھ میرا پہلا تعارف ان کے قضاء کے ایک فیصلہ کے سلسلہ میں ہوا۔ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے ساتھ خدمت کر رہا تھا اور اُن کے خلاف قضاء میں ایک مقدمہ کسی صاحب نے دائر کر رکھا تھا جو قادیان کے زمانہ سے چل رہا تھا۔ میاں صاحب کسی کام میں ضامن تھے اس لئے مسئلہ یہ تھا کہ ضامن ہر حال میں ضامن ہوتا ہے یا حالات کے بدل جانے سے ضامن کی ضمانت ختم ہوجاتی ہے؟ فیصلہ حضرت میاں صاحب کے خلاف صادر ہوا کہ بطور ضامن ان کو پوری ذمہ داری قبول کرنی چاہئے۔ یہ فیصلہ مولانا محمد احمد جلیل نے کیا تھا۔ حضرت میاں صاحب نے اپیل کی اور مرافعہ میں یہ فیصلہ قائم نہ رہا۔ آپؓ اس فیصلہ سے بہت پریشان تھے مگر ایک بار بھی اس فیصلہ یا مولانا جلیل صاحب کے خلافِ احترام کوئی بات آپؓ کے منہ سے نہ سنی۔ بلکہ انہی دنوں مجھ سے دفتر میں ایک غلطی ہوئی تو حضرت میاں صاحب نے ایک یک رکنی کمیشن تحقیقات کے لئے قائم کیا۔ یہ کمیشن مولانا جلیل صاحب پر مشتمل تھا۔ یعنی حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کو مولانا کی دیانت اور اصابت رائے پر پورا اعتبار تھا اور اپنے خلاف فیصلہ دینے کی وجہ سے ان کے دل سے سلسلہ کے کارکن کا احترام زائل نہیں ہوا تھا۔ اس کمیشن نے تحقیقات کے بعد نتیجہ نکالا کہ کارکن مذکور سے پانچ روپے کی رقم دوبار درج ہوگئی ہے اس میں کسی بددیانتی کا امکان نہیں۔

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ کا طریق یہ تھا کہ سلسلہ کے علماء کے نام بغیر حضرت کا سابقہ استعمال کئے نہ لیتے تھے۔ ''حضرت مولانا جلیل صاحب'' فرما کر ان کے بارہ میں بات کرتے سنا۔ جبکہ مولانا کا اپنا ردعمل یہ ہوتا تھا کہ ایسی بات سنتے تو اور زیادہ استغفار فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ دوسروں کا حسن ظن ہے کہ وہ اس طرز پر تخاطب روا جانتے ہیں، حضرت مولانا راجیکی صاحبؓ کی ولایت کا مرتبہ ایسا ہے کہ آدمی کو ان کی بات کی لاج رکھنے کے لئے اپنی اصلاح کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

محترم مولانا جلیل صاحب بہت زندہ دل اور مہمان نواز تھے۔ اپنے شاگردوں سے ان کی سطح پر اتر کر بات کرتے تھے اور انہیں کبھی اس بات کا احساس نہیں ہونے دیتے تھے کہ ان کا استاد علمی لحاظ سے کس بلند مرتبہ کا عالم ہے۔ علمی مسائل پر بحث مباحثہ کے لئے علماء کرام سے بھی ان کی صحبتیں رہتی تھیں۔ ان کے تبحر علمی کا ایک عالم قائل تھا مگر خود انہیں اپنے علم کی نمائش مقصود نہ تھی۔ اگر کسی مسئلہ پر انہیں اپنے سے کم عمر لوگوں کے لئے استمداد کرنا ہوتا تو بغیر کسی جھجک کے کرتے تھے۔ تفسیر القرآن کے انگریزی ترجمہ کے سلسلہ میں آپ مدتوں مکرم و محترم ملک غلام فرید صاحب کے ساتھ منسلک رہے۔ پیر صلاح الدین صاحب نے قرآن کا انگریزی ترجمہ کیا تو مولوی صاحب کی عملی اعانت ان کے شامل حال رہی۔ میں نے خود اپنے لئے قرآن کریم کا اردو ترجمہ حبل الورید کے نام سے کیا تو قبلہ پاکستان سے اپنے دیگر مشاغل سے وقت نکال کر بھی اس ترجمہ پر نظر ثانی فرماتے رہے۔ یہ سب صرف ثواب کی خاطر تھا، اس میں کوئی دنیاوی فائدہ انہیں مطلوب نہ تھا۔

مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ شاگرد بھی آجاتے تو خاطر ضرور کرتے۔ بعض اوقات ہاسٹل کے کسی بیمار طالب علم کے لئے کہہ کر کوئی پرہیزی کھانا تیار کرواتے۔ افریقہ کا ایک چھوٹا سا بچہ جامعہ میں تعلیم حاصل کرنے آیا تو آپ اس بچے کو کئی مہینے تک اپنے گھر لاکر ڈبل روٹی کا کھانا کھلاتے رہے کہ ابھی یہ بچہ ہے یہاں ہاسٹل کے کھانے سے مانوس نہیں کہیں بیمار نہ پڑے۔ یہ ساری خاطر داری اس لئے ممکن ہوئی کہ آپ کی اہلیہ بھی اس خوبی میں آپ کی دست راست تھیں۔

صلہ رحمی بھی قبلہ کی شخصیت کا خاص وصف تھا۔ دور پار کے عزیزوں سے بھی اسی لطف اور محبت سے سلوک کرتے جیسے اپنے قریبی رشتہ داروں سے کرتے تھے۔ ان کے سسرال والے بھی ان کی محبت کے مورد رہتے۔ آپ کی اہلیہ کے بہن بھائی سب نے احمدیت بعد میں قبول کی اور یہ سب کچھ مولانا صاحب کے حسن سلوک کی وجہ سے ممکن ہوا۔

مولانا صاحب کو اپنے بچوں کی تعلیم میں بہت شغف تھا۔ سب بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی۔ آپ کا علمی اور ادبی ذوق بھی قابل رشک تھا۔ میں اپنے کئی مضمون آپ کو دکھاتا تو زبان و بیان کی بہت سی غلطیوں کی درستی ہوجاتی۔ میں نے اردو کے کئی محاورے ان سے سیکھے۔ عربی تو خیر ان کا مضمون تھا، فارسی زبان و ادب پر بھی ان کی نگاہ بڑی گہری تھی۔ حوصلہ افزائی کا انداز بھی ان کا اپنا تھا اور نرالا تھا اور سرزنش کا بھی۔ قرآن کریم کے ترجمہ کے سلسلہ میں میرا ان سے بہت قریبی ذہنی رابطہ رہا لیکن کہیں انہوں نے یہ محسوس نہیں ہونے دیا کہ مجھے عربی زبان و بیان اور محاورہ پر پوری دسترس نہیں ہے اور ترجمہ کے لئے صرف ایک زبان پر دسترس کافی نہیں ہوتی۔ میرے سامنے اردو اور انگریزی کے بعض تراجم کے علاوہ فارسی کے بعض تراجم بھی تھے۔ مولانا ان کے اس کام پر بھی بڑی باریک بینی سے نگاہ رکھتے تھے۔

مولانا کی انگریزی کی باقاعدہ تعلیم تو زیادہ نہ تھی لیکن انگریزی لغت پر اتنی گرفت تھی کہ مشکل سے مشکل انگریزی لفظ کے ہجے اور معانی انہیں آتے تھے۔ انگریزی تفسیر کے ساتھ منسلک تھے اور تفسیر چھپتی تو اس کے پروف پڑھنا بھی ان کی ذمہ داری تھی۔ ہم نے ملک غلام فرید صاحب کو یہ کہتے سنا ہے کہ مولانا صاحب کو انگریزی مترادفات پر بھی کمال کا عبور حاصل ہے۔ اس کا ایک ثبوت پیر صلاح الدین صاحب کا ترجمہ قرآن کریم ہے کیونکہ پیر صاحب مولانا صاحب پر بہت انحصار کرتے تھے اور ان کی تجویز کو کبھی رد نہیں کرتے تھے مگر آسانی سے قبول بھی نہیں کرتے تھے۔ شعر فہمی بھی ان کا خاصہ تھی۔ اکثر شعراء کے ساتھ ان کا اٹھنا بیٹھنا تھا۔

آپ کی طبیعت میں انسانی ہمدردی تو تھی ہی جانور بھی ان کی محبت سے محروم نہیں رہتے تھے۔ ایک بار جامعہ کے احاطہ کی باڑ کے ساتھ ایک کتیا نے بچے دئے تو آپ بارش میں دودھ کا برتن لے جاکر اُسے دودھ پلایا کرتے تھے کہ اس موسم میں یہ بیچاری اپنے بچوں کو چھوڑ کر رزق کی تلاش میں کہاں ماری ماری پھرے گی۔

آپ کی نیند بہت ہلکی تھی مگر نیند پر قابو بھی بڑا تھا۔ بیٹھے بیٹھے سوجاتے تھے۔ شب زندہ دار آدمی تھے۔ خدا جانے کس وقت سوتے تھے اور کس وقت نوافل کے لئے اٹھتے تھے مگر گھر والوں نے رات کے پچھلے پہر انہیں ہمیشہ نماز کی حالت میں پایا۔ ہمیشہ باوضو رہتے تھے اور اس میں بہت اہتمام و التزام رکھتے تھے۔

محترم عبدالجلیل عشرت صاحب اور ہمارے خاندانی حالات

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ، 25، 26اور 28 اگست 2006ء میں محترم عبدالجلیل عشرت صاحب اور اُن کے تفصیلی خاندانی حالات اُن کے بیٹے مکرم محمود احمد ملک صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہیں۔

آپ لکھتے ہیں کہ اباجان محترم عشرت صاحب کے پڑدادا دھرمکوٹ رندھاوا (ضلع گورداسپور) سے نقل مکانی کرکے بٹالہ منتقل ہوئے تھے۔ وہ ایک متقی و پرہیزگار بزرگ مشہور تھے۔

آپ کے دادا میر محمد صاحب بھی ایک صالح، متقی و تہجد گزار انسان تھے جو ساری عمر تعلیم و تدریس میں مصروف رہے۔ انہیں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی توفیق تو نہ ملی لیکن ایک گونہ حسن ظن رکھتے تھے۔ ایک دفعہ حضورؑ کی خدمت میں لکھا کہ کوئی وظیفہ بتائیں۔ حضور نے جواباً لکھوایا کہ درود شریف اور استغفار کثرت سے پڑھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے بھی اُن کے نیازمندانہ تعلقات تھے۔ اُن کے بیٹے مولانا عبدالمجید سالک (مالک و مدیر روزنامہ 'انقلاب' لاہور) جب ایک بار 1912ء میں قادیان گئے تو اپنی ایک عزیزہ کے علاج کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ سالک صاحب کا بیان ہے کہ وہاں بہت سے عقیدتمند اور ضرورتمند لوگوں کا جمگھٹا تھا۔ کوئی نبض دکھا رہا تھا، کوئی طب کی تعلیم حاصل کرنے کا خواہاں تھا۔ کوئی دینی مسئلے کے متعلق استفتاء کی غرض سے آیا بیٹھا تھا۔ جب میری باری آئی تو میں نے اپنی عزیزہ کے لکھے ہوئے حالات پیش کئے۔ حکیم صاحب نے مجھ سے پوچھا۔ ''کہاں سے آئے؟'' عرض کیا ''بٹالہ سے''۔ پوچھا: ''کس محلہ میں رہتے ہو؟'' جواب دیا ''ہاتھی دروازہ میں''۔ پوچھا: ''ککے زئی ہو؟'' عرض کیا: ''جی ہاں''۔ پوچھا ''کس خاندان سے ہو؟'' میں نے بتایا: ''میاں میر محمد صاحب میرے دادا ہیں''۔ چونک کر کہا ''وہی میاں میر محمد جو صبح سے شام تک لوگوں کو مفت پڑھاتے ہیں''۔ میں نے مسکرا کر کہا ''جی ہاں''۔ فرمایا ''وہ تو ہمارے دوست ہیں اور تم ہمارے بچے ہو۔ یہاں کس کے پاس ٹھہرے ہو؟'' عرض کیا ''قاضی اکمل کے پاس''۔ مسکرا کر کہا ''جی ہاں۔ شاعر تو شاعر ہی کے پاس ٹھہرے گا''۔

میاں میر محمد صاحب تو احمدی نہ ہوئے لیکن ان کی اولاد میں حضرت خان محمد افضل خانصاحبؓ نے 1905ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی اور پھر اپنے بڑے بھائی محترم شیخ غلام قادر صاحب کو بھی حضرت مسیح موعودؑ کی کتب ارسال کیں اور اُن کے نام اخبار ''بدر'' جاری کروادیا جنہیں خلافت اولیٰ میں قبول احمدیت کی توفیق مل گئی۔ نیز میاں میر محمد صاحب کے برادر خورد سلطان احمد صاحب بھی احمدیت کی آغوش میں آگئے۔

محترم شیخ غلام قادر صاحب ہمارے دادا تھے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 17/جون 2006ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک خوبصورت طویل نعت شائع ہوئی ہے جس میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

نبوت ختم ہے تجھ پر ، رسالت ختم ہے تجھ پر
ترا دیں ارفع و اعلیٰ ، شریعت ختم ہے تجھ پر
خدا خود نعت لکھتا ہے تری قرآن کی صورت
عجب ہے شان محبوبی ، وجاہت ختم ہے تجھ پر
مزمّل بھی ، مدثّر بھی ہے تُو یاسین و طٰہٰ بھی
انوکھے نام ہیں تیرے یہ ندرت ختم ہے تجھ پر
تُو آکر بعد میں بھی سب پہ بازی لے گیا پیارے
یہ ہمت ختم ہے تجھ پر، یہ سبقت ختم ہے تجھ پر
تُو ہفت افلاک کو اک جست میں طے کر گیا عرشی
یہ شوکت ، یہ سعادت ، یہ امامت ختم ہے تجھ پر

آپ 1872ء میں پیدا ہوئے۔ زندگی کا اکثر حصہ بسلسلہ ملازمت پٹھانکوٹ (ضلع گورداسپور) بطور سیکرٹری میونسپل کمیٹی گزرا۔ وجیہ اور بارعب شخصیت تھی۔ اگرچہ حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کی سعادت پائی تھی لیکن قبول احمدیت کی توفیق خلافت اولیٰ میں ملی۔ آپ پٹھانکوٹ میں سب سے پہلے احمدی تھے اور آپ ہی کی وجہ سے وہاں جماعت قائم ہوئی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر جلسہ سالانہ 1923ء کے موقع پر بیعت کی۔ جس کے بعد جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پٹھانکوٹ میں صدر جماعت اور سیکرٹری مال بھی رہے۔ نماز جمعہ آپ ہی کے گھر پر ادا ہوتی اور آپ ہی خطیب و امام تھے۔ آپ کا مختصر تذکرہ تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ 232 پر موجود ہے۔ آپ ایک زاہد، عابد، عاشق رسولؐ، راست گو اور بااخلاق بزرگ تھے۔ شاعر بھی تھے اور عاصی تخلص تھا۔ 64 سال کی عمر میں 5 جولائی 1936ء کو وفات پائی۔ جب مخالفین نے میونسپل قبرستان میں تدفین نہ کرنے دی تو آپ کی نعش قریبی جماعت ''دولت پور'' میں لے جا کر دفن کی گئی۔ آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

ہماری دادی محترمہ مہرالنساء بیگم صاحبہ انتہائی مخلص احمدی تھیں۔ آپ نے 64 برس کی عمر میں 15 مارچ 1939ء کو لاہور میں وفات پائی۔ موصیہ تھیں چنانچہ نعش قادیان لائی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے نماز جنازہ پڑھائی، جنازہ کو کندھا دیا، مقبرہ بہشتی تک ساتھ تشریف لے گئے اور بعد تدفین دعا کروائی۔

ہمارے سب سے بڑے تایا مولانا عبدالمجید صاحب سالک نے 1912ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی دستی بیعت کی تھی اور آپ کی بعض نظمیں بھی جماعتی اخبارات میں شائع ہوئیں لیکن خلافت ثانیہ کی بیعت نہیں کی۔ اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے بہت گہرا ذاتی نیازمندانہ تعلق تھا جو وفات (1959ء) تک قائم رہا۔ کشمیر کمیٹی کے حوالہ سے بھی حضورؓ کی رہنمائی میں کام کیا۔ حضورؓ بھی ان سے صحافتی میدان میں روابط رکھتے اور جناب ثاقب زیروی کو صحافتی تربیت و تعلیم کی غرض سے انہی کے سپرد کیا۔

دوسرے تایا عبدالحمید عارف صاحب لمبا عرصہ حلقہ دارلذکر لاہور کے صدر رہے۔ مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں خدمت کی توفیق پائی۔ محکمہ خوراک میں اکاؤنٹس آفیسر تھے اور اپنی دیانتداری، شرافت اور لیاقت کی وجہ سے بہت قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ 18/اپریل 1980ء کو وفات پائی۔

تیسرے تایا عبدالرؤف ساحر صاحب بھی مخلص اور نڈر احمدی تھے۔ آپ 1940ء کے لگ بھگ عین جوانی میں وفات پا گئے۔

بھائیوں میں سب سے چھوٹے میرے والد محترم عبدالجلیل عشرت صاحب تھے جو 8 نومبر 1915ء کو پٹھانکوٹ میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی احمدی تھے۔ ابتدائی تعلیم مشن ہائی سکول پٹھانکوٹ سے حاصل کی۔ 1932ء میں میٹرک میں سکول میں اول آئے، اسلامیہ کالج لاہور سے 1936ء میں بی اے (آنرز) کر کے اکاؤنٹنٹ جنرل آفس لاہور میں ملازمت کرلی۔ پاکستان بننے پر SAS کا محکمانہ امتحان پاس کیا اور اسٹنٹ اکاؤنٹس آفیسر بنائے گئے۔ اپنا کام محنت، لگن اور دیانتدی سے کرتے۔ ذہین اور اپنے کام میں ماہر تھے۔ کچھ عرصہ ڈھاکہ میں تعینات رہے۔ نیز آڈٹ کے لئے مختلف شہروں میں جانا ہوتا تو جماعت سے رابطہ ضرور رکھتے۔ 1973ء میں ڈپٹی اکاؤنٹنٹ جنرل کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہوئے۔ دورانِ ملازمت اسلامیات میں M.A. بھی کرلیا تھا۔ 15 نومبر 1992ء کو 77 سال کی عمر میں اسلام آباد میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

آپ کو نماز سے دلی شغف تھا۔ لاہور میں لمبا عرصہ قیام رہا تو گھر میں مرکز نماز بنایا ہوا تھا۔ تہجد اور جمعہ کی ادائیگی آخری عمر تک باقاعدگی سے کرتے رہے۔ قرآن کریم سے بہت پیار تھا اور کافی حصہ ازبر تھا، روزانہ صبح تلاوت کی عادت تھی۔ ساری عمر خدمت دین اور دعوت الی اللہ کی توفیق پائی۔ ڈھاکہ میں قیام کے دوران قائد خدام الاحمدیہ رہے۔ لاہور میں بھی مختلف حیثیتوں سے کام کیا اور راولپنڈی میں قیام کے دوران صدر حلقہ اور جماعت راولپنڈی کے سیکرٹری رشتہ ناطہ اور پھر جنرل سیکرٹری بھی رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے آپ کو عشق تھا۔ جب حضورؓ پر 1954ء میں قاتلانہ حملہ ہوا تو آپ نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کو تار دیا کہ میری خواہش ہے کہ حضرت صاحب کا بہترین علاج کیا جائے۔ اگر ضرورت ہو اور یہ حقیر قربانی قبول کی جائے تو میں اپنا کرشن نگر لاہور والا واحد مکان فروخت کر کے رقم ارسال کرنے کو تیار ہوں۔ حضرت میاں صاحبؓ کا بہت تسلی کا خط آیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہترین علاج ہو رہا ہے۔ بعد میں جب آپ حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو درخواست کر کے زخم والی جگہ کا بوسہ لینے کی سعادت بھی حاصل کی۔

آپ چندہ کی ادائیگی میں بڑے باقاعدہ تھے۔ 1944ء میں وصیت کی۔ ساری تحریکات میں اپنی بساط کے مطابق اولین حصہ لینے والوں میں شامل ہونے کی کوشش کرتے۔ تحریک جدید کے دفتر اوّل میں شامل تھے۔ اپنی اہلیہ کو بھی ہر تحریک میں شامل کرتے اسی لئے انہوں نے بھی ساتھ ہی وصیت کرلی۔ خدمت خلق کے لئے ہمیشہ تیار رہتے۔ اپنے بچوں اور پھر اُن کے بچوں کو قرآن پڑھانا، عبادت کی عادت ڈالنا اور ان کی تعلیمی سرگرمیوں پر نظر رکھنا ان کے معمولات میں داخل تھا۔ اپنی بیٹی کو بھی اعلیٰ تعلیمی اداروں میں پڑھایا لیکن پردہ کی پابندی کے ساتھ۔

آپ بہت صابر و شاکر تھے۔ کئی عوارض سے دوچار رہے اور اپریشن بھی ہوئے۔ نوعمری میں والدین کی وفات ہوگئی، پھر اکلوتی بہن اور بھائی کی جوان مرگی کا صدمہ برداشت کیا، اپنی بیٹی کی جواں عمر اچانک وفات کے صدمہ سے بھی دوچار ہوئے۔ اس بیٹی کے دوشیرخوار بچوں کو آپ نے ہی پالا۔

بہت دعا گو تھے۔ سفر پر جانے اور کوئی بھی اہم فیصلہ کرنے سے پہلے گھر میں اجتماعی دعا ہوتی۔ خلفاء کی خدمت میں باقاعدہ دعا کے لئے لکھتے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی منظوری سے والد صاحب کو مجلس مشاورت کی سٹینڈنگ فنانس کمیٹی کا ممبر نامزد کیا گیا تھا۔ اس خدمت پر آپ تا دمِ آخر (قریباً تیس سال) مامور رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ بھی تعلق دیرینہ تھا۔ حضورؒ نے حدیقۃ المبشرین کے قیام کے وقت بھی آپ کو طلب فرمایا تا کہ اس ادارہ کے مالی معاملات سے متعلق مشورہ دے سکیں۔

آپکے ایک مکان فروخت کرنے پر حضورؒ نے دوران مشورہ ارشاد فرمایا کہ اس رقم کو جلدی کسی دوسری جائیداد کی خرید میں استعمال کریں۔ اس ارشاد کی حکمت تھی کہ یہ رقم عام روزمرہ کی ضرورتوں میں استعمال ہو کر ضائع نہ ہو جائے۔ چنانچہ آپ نے اس نصیحت پر ہمیشہ عمل کیا اور بعد میں بھی ہمیشہ فائدہ ہی اٹھایا۔

آپ کو ایک رات اسیر راہ مولیٰ بننے کی سعادت بھی ملی۔ 1986ء میں سوات سے واپسی پر ہم مسجد احمدیہ مردان دیکھنے گئے جسے عید کے روز تاراج کیا گیا تھا اور اب اس جگہ پر کھنڈر موجود تھے۔ وہاں الیس اللہ والی انگوٹھی پہننے پر مقدمہ درج ہوا اور رات حوالات میں رہنا پڑا۔ وہاں جرائم پیشہ لوگ آپ کی شخصیت سے بہت متاثر ہوئے اور حیران تھے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی انگوٹھی پہننے سے بھی انسان قید کیا جا سکتا ہے؟ وہ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت کی رات تھی۔ خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زیارت ہوئی اور اگلے روز معجزانہ طور پر ضمانت ہوگئی۔ پھر چند پیشیوں پر حاضری کے بعد بڑی عمر کا ہونے کی وجہ سے حاضری سے استثناء ملا۔ لیکن آپ کی وفات تک مقدمہ قائم رہا۔

جلسہ سالانہ قادیان 1991ء میں شامل ہو کر حضورؒ سے ملاقات کی تو گویا عید ہوگئی۔ حضورؒ نے آپ کی وفات پر اپنے تعزیتی خط میں مجھے لکھا کہ مرحوم بہت مخلص انسان تھے، بڑی ہمت سے احرار کے مقابل پر جماعت کی وفا میں ثابت قدم رہے۔ حضرت مصلح موعودؓ اور سلسلہ سے انہیں ایک عاشقانہ تعلق تھا۔

آپ علمی و ادبی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور خود بھی اعلیٰ ذوق کے مالک تھے۔ تحریر و تقریر کا ملکہ تھا۔ اردو، فارسی اور انگریزی روانی سے بولتے۔ آپ کے مضامین جماعتی جرائد میں شائع ہوتے۔ شاعری کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ کبھی کبھار شعر بھی کہتے تھے۔

ہماری والدہ محترمہ عفت بیگم صاحبہ پیدائشی احمدی تھیں۔ وہ سادہ مزاج، قانع، متقی خاتون تھیں۔ مڈل تک تعلیم تھی لیکن دین العجائز رکھتی تھیں۔ خلافت سے محبت اور نظام جماعت کا احترام ان کے کردار کے روشن پہلو تھے۔ مہمان نواز، ملنسار اور غریب پرور تھیں۔ محلّہ کی خواتین مالی معاونت یا قرضہ کی طلبگار ہوتیں تو مایوس نہ لوٹتیں۔ اسیران راہ مولیٰ کی باعزت رہائی کے لئے ہر وقت دعا گو اور بے چین رہتیں۔ چند ماہ علیل رہ کر 28 جنوری 1989ء کو لاہور میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

ہمارے نانا جان حکیم شیخ فضل حق صاحب بٹالوی اور نانی امیر بیگم صاحبہ دونوں بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ نانا جان اپنے والد بزرگوار شیخ نور احمد صاحب کے ہمراہ جلسہ سالانہ 1892ء میں شامل ہوئے۔ شیخ نور احمد صاحب نے تو بیعت نہ کی لیکن نانا جان نے خلافت اولیٰ کے اوائل میں 1908ء میں بیعت کرلی۔ تاہم دونوں کے نام ''آئینہ کمالات اسلام'' میں جلسہ میں شامل افراد کی فہرست میں 146 اور 147 نمبر پر درج ہیں۔ جب یہ قادیان سے واپس آنے لگے تو حضورؑ نے کھانا ساتھ باندھ کر دینے کے لئے اپنی پگڑی سے کپڑا اتار کر عنایت فرمایا۔

ہمارے نانا جان شیخ فضل صاحب بٹالہ کے رئیس تھے اور ساتھ ہی ایک ماہر طبیب بھی تھے۔ ہماری نانی مرحومہ کا تعلق امرتسر سے تھا اور انہوں نے اپنی شادی کے بعد 1920ء میں بیعت کی توفیق پائی۔

ولبر رائٹ اور اُروائل رائٹ

ماہنامہ ''تشحیذ الاذہان'' ربوہ جولائی 2006ء میں ہوائی جہاز ایجاد کرنے والے دو امریکی بھائیوں ولبرا رائٹ اور اُروائل رائٹ کے بارہ میں ایک معلوماتی مضمون شامل اشاعت ہے۔

ولبرا رائٹ انڈیانا میں اور اس کا چھوٹا بھائی اروائل رائٹ اوھایو کے قصبے ڈیٹن میں پیدا ہوا تھا۔ دونوں کو بچپن میں پتنگ اڑانے کا اور پرندے پکڑنے کا بڑا شوق تھا۔ انہیں کتابیں پڑھنے کا بھی شوق تھا لیکن وہ کتابیں بھی ایسی تلاش کرتے جن میں اڑنے کے متعلق کچھ لکھا ہوتا۔

چھوٹا بھائی اُروائل رائٹ چھوٹی عمر میں ہی ایک اخبار کا نامہ نگار بن گیا اور صرف سترہ سال کی عمر میں اس نے اپنا اخبار نکالا۔ وہ اپنے اخبار کا ایڈیٹر بھی تھا اور چھاپنے والا بھی۔ پھر اُروائل نے اپنے بڑے بھائی ولبر رائٹ کو بھی اپنے پاس بلوایا۔ انہی دنوں ایک جرمن انجینئر ہوا میں اُڑنے کے تجربے کر رہا تھا۔ دونوں بھائی اخباروں میں اُس کے تجربوں کا حال بڑی دلچسپی سے پڑھتے۔ جب وہ جرمن فوت ہوگیا تو دونوں بھائی نے سوچا کہ کیوں نہ وہ خود ہوا میں اڑنے والی کوئی مشین ایجاد کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ انہوں نے اخبار بند کر کے ڈیٹن میں سائیکل سازی کا کام شروع کردیا۔ اس سے انہیں دو فائدے ہوئے۔ ایک تو کچھ رقم بچ جاتی اور دوسرے انہیں ہوا میں اڑنے کے لئے تجربے کرنے کا وقت مل جاتا۔ کئی بار انہیں کچھ رقم حاصل کرنے کے لئے اپنی بہن کیتھرین کی منت سماجت کرنی پڑتی جو ایک سکول ٹیچر تھی۔

آخر کار انہوں نے اپنی ورکشاپ میں ایک چھوٹی سی اُڑن مشین تیار کر لی اور اسے پٹرول سے چلانے کے لئے ایک موٹر بھی بنائی۔ پھر وہ اس مشین کو گھر سے بہت دُور سمندر کے کنارے لے آئے۔ یہ جگہ کٹی ہاک کے نام سے مشہور ہے۔ اُن کے اعلان کے باوجود صرف پانچ آدمی اُن کا تماشا دیکھنے سخت سردی میں وہاں پہنچے۔

اس بات کا فیصلہ ٹاس سے ہوا کہ دونوں میں سے پہلے کون اُڑے گا۔ اروائل ٹاس جیت گیا اور جہاز پر بیٹھ گیا اور ولبرا اسے لکڑی کی پٹڑی پر دھکیلنے لگا۔ یہ جہاز پٹڑی پر چلا، دوڑنے لگا اور پھر ہوا میں اونچا اُٹھ گیا۔ جہاز ایک سو فٹ اُونچا ہوا میں گیا اور بارہ سیکنڈ کے بعد نیچے ریت پر گر گیا۔ خوش قسمتی سے اروائل کو چوٹ نہیں آئی۔ پھر ولبر جہاز میں بیٹھا۔ وہ 59 سیکنڈ تک ہوا میں اڑتا رہا اور اس نے 812 فٹ کا فاصلہ طے کیا۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 5/اگست 2006ء میں مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کی نظم ''دائرۂ بیعت کے حصار میں'' شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

نہ سکون و چین ان کو آرام تک نہ پہنچے
وہ جو روح افزا سایۂ امام تک نہ پہنچے
نہ ڈراؤ آگ سے کہ یہ غلام ہے ہماری
جو بھڑک اٹھے بھی لیکن تو غلام تک نہ پہنچے
وہ تو بند میکدوں میں یونہی تشنہ لب رہیں گے
وہ جو جاری حوض کوثر کے جام تک نہ پہنچے
مَیں جیوں مروں وفا پر یہ دعا ہے میری یاربّ
کوئی حرفِ بے وفائی میرے نام تک نہ پہنچے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

14th December 2007 – 20th December 2007

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 14th December 2007

00:05	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:05	MTA Variety: a documentary about the annual prize distribution by Jamia Ahmadiyya, Rabwah.
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 30th October 1996.
02:45	Friday Sermon: Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V recorded on 27th May 2005.
04:00	Review on the Constitution: an Urdu programme with Maulana Dost Muhammad Shahid reviewing the 1974 constitution.
04:55	Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 202, recorded on 9th July 1997.
06:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:20	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 28th January 2006.
08:15	Le Francais C'est Facile
08:40	Siraiki Service: a discussion in Siraiki on the life and character of the Holy Prophet (saw).
09:15	Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 46 recorded on 6th October 1995.
10:20	Indonesian Service
11:20	Seerat Sahaba Rasool (saw)
11:55	Tilaawat & MTA News
13:00	Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
14:25	Dars-e-Hadith
14:50	Bengali Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Bengali speaking guests. Recorded on 7th December 1999.
15:50	Seerat Sahabah Rasool [R]
16:20	Friday Sermon [R]
17:25	Spotlight: an interview with Mahmood Javid Asad. Part 1.
18:05	Le Francais C'est Facile: lesson no. 102
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35	MTA International News Review Special
21:10	Friday Sermon [R]
22:25	MTA Travel: a visit to San Francisco
23:00	Urdu Mulaqa'at: session 46 [R]

Saturday 15th December 2007

00:10	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:25	Le Francais C'est Facile: lesson no. 102
01:50	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 31st October 1996.
02:55	Spotlight: an interview with Mahmood Javid Asad. Part 1.
03:40	Friday Sermon: recorded on 14/12/07.
04:55	Urdu Mulaqa'at: session 46
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor. Recorded on 27th February 2005.
08:10	Tahir Heart Institute
08:30	Friday Sermon: rec. 14/12/07 [R]
09:35	Qur'an Quiz
10:00	Indonesian Service
10:55	French Service
12:00	Tilaawat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Intikhab-e-Sukhan
15:00	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:15	Literary Sitting: a sitting with young poets, presented by Ahmad Mubarak.
17:10	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 24/05/1997. Part 1.
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35	International Jama'at News
21:05	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:15	Tahir Heart Institute
22:30	Australian Documentary: a guided tour around Fraser Island.
23:00	Friday Sermon: rec. 14/12/07 [R]

Sunday 16th December 2007

00:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:10	Qur'an Quiz
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 5th November 1996.
02:30	Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maood (as)
03:15	Friday Sermon: rec. 14/12/07
04:30	Literary Sitting
05:30	MTA Travel: Fraser Island.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor, recorded on 25th January 2004.
08:00	Learning Arabic: lesson no. 2
08:20	MTA Variety: a documentary on 'the Blue Planet'.
09:05	Review on the Constitution: an Urdu programme with Maulana Dost Muhammad Shahid reviewing the 1974 constitution.
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 2nd February 2007.
12:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00	Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadi Muslim Community.
13:50	Friday Sermon: Rec. 14th December 2007.
15:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
16:00	Review on the Constitution [R]
16:40	MTA Variety [R]
17:25	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31st March 1996.
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:30	MTA International News Review
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:05	Review on the Constitution [R]
23:00	Learning Arabic: Lesson no. 2
23:15	Seerat-un-Nabi (saw) [R]

Monday 17th December 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
00:55	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 7th November 1996.
02:00	Friday Sermon: rec. 14th December 2007.
03:00	MTA Variety: a documentary on 'the Blue Planet'.
03:45	Review on the Constitution
04:30	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31st March 1996.
05:3	Seerat-un-Nabi (saw)
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Children's class with Huzoor. Recorded on 17th January 2004.
08:10	Le Francais C'est Facile: lesson no. 79
08:35	Medical Matters: a series of health programme
09:05	Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 18, Recorded on 09/02/1998.
10:10	Indonesian Service
10:50	Ghazwat-e-Nabi (saw)
12:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:05	Bangla Shomprochar
14:05	Friday Sermon: rec. 07/09/2007.
15:10	Children's Class [R]
16:20	Jalsa Salana Qadian 2006
16:50	Rencontre Avec Les Francophones [R]
17:55	Medical Matters: health programme
18:30	Arabic Service
19:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 18th October 1995.
20:30	MTA International Jama'at News
21:05	Children's Class [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:10	Ghazwat-e-Nabi (saw)

Tuesday 18th December 2007

00:15	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:15	Le Francais C'est Facile: lesson no. 79
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 18th October 1995.
02:45	Friday Sermon: rec. 7th September 2007.
03:50	Rencontre Avec Les Francophones
04:55	Medical Matters
05:25	Jalsa Salana Qadian 2006
06:00	Tilaawat, Dars & MTA News
07:05	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor recorded on 11th February 2006.
08:05	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31st March 1996. Part 2.
09:10	Review on the Constitution: an Urdu programme with Maulana Dost Muhammad Shahid reviewing the 1974 constitution.
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service
12:10	Tilaawat, Dars & MTA News
13:10	Bangla Schomprochar
14:10	Jalsa Salana UK 2003: Second day address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 26th July 2003.
15:15	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:10	Review on the Constitution [R]
17:00	Question and Answer session [R]
18:30	Arabic Service
20:40	MTA International News Review Special
21:15	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:10	Review on the constitution
23:00	Jalsa Salana UK 2003 [R]

Wednesday 19th December 2007

00:00	Tilaawat, Dars & MTA News
01:05	Learning Arabic: lesson no. 3
01:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 12th November 1996.
02:40	Question and Answer Session
03:40	Review on the Constitution
04:50	Jalsa Salana UK 2003: second day address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 26th July 2003.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 13th March 2005.
07:55	Seerat Hadhrat Masih Maud (as)
08:30	Hajj: a documentary based on the fifth pillar of Islam.
08:45	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th April 1996.
09:35	Australian Documentary: preparing kebabs.
10:00	Indonesian Service
11:00	Swahili Muzakarah
12:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
12:55	Bangla Shomprochar
14:00	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 22nd March 1985.
15:30	Jalsa Salana Speeches: speech delivered by Imam Ataul Mujeeb Rashed about Prayer. Recorded on 28th July 2007.
16:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
17:05	Australian Documentary [R]
17:40	Question and Answer session [R]
18:30	Arabic Service
19:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
20:45	MTA International Jamaat News
21:20	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:15	Hajj [R]
22:30	From the Archives [R]

Thursday 20th December 2007

00:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:05	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 13th November 1996.
02:05	Memories of Khulafa-e-Ahmadiyyat: a talk about people's memories of past Khulafa-e-Ahmadiyyat.
03:10	Hamaari Kaa'enaat
03:30	Hajj: a documentary about the fifth pillar of Islam.
03:50	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 22nd March 1985.
05:25	Jalsa Salana Speech: speech delivered by Imam Ataul Mujeeb Rashid on 'Prayer'.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:10	Children's Class with Huzoor, recorded on 22nd January 2005.
08:25	Eid Milan: an Eid Milan party organised by Lajna Imaillah Rabwah.
09:30	Eid-ul-Adhia 2007: Live proceedings from Baitul Futuh, including Eid sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
11:45	Hajj: a documentary based on the fifth pillar of Islam.
12:00	Tilaawat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar: programme celebrating Eid-ul-Adhia.
14:00	Eid Sermon: Repeat of Eid proceedings, including Eid sermon.
16:05	Khilafat Jubilee Mosha'airah: an evening of Urdu poetry on the topic of the Khilafat Jubilee.
17:00	Eid Milan [R]
17:55	Australian Documentary: how to prepare fresh Kebabs.
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
19:10	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th May 1995.
20:15	MTA News Review
21:00	Eid Sermon [R]
23:00	Khilafat Jubilee Mosha'airah [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 14 Friday 07 December, 2007 Issue No. 49

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

’’نظام مصطفیٰ‘‘ کے حامیوں کا عجیب وغریب انتخابی منشور

جناب اے ایس قاضی کراچی کے پمفلٹ ’’نظام مصطفیٰ‘‘ سے ماخوذ خاکہ راقم الحروف کے تبصرہ کے ساتھ۔

مذہب

(1) پاکستان کا سرکاری مذہب ’’نظام مصطفیٰ‘‘ ہوگا۔(صفحہ1)

(تبصرہ)۔اسلام کا بنیادی کانسٹی ٹیوشن قرآن ہے مگر اس میں نظام کا لفظ موجود نہیں اور مصطفیٰ کا لقب قرآن مجید میں سورۃ ص:48 میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں بلکہ گزشتہ تمام برگزیدوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔

ملکی دفاع

(2) مسجد کو مرکز بنائیں۔آپ کو کسی اور منصف یا امام یا داروغہ (محافظ) کی ضرورت نہیں۔پیش امام مسجد کو قاضی المحلہ ،امام المحلہ کو داروغہ حفاظتی دستہ(S.P) کے پورے پورے اختیارات دئے جائیں‘‘۔

(صفحہ 2-3)

(تبصرہ)۔پاکستان کی برّی ،بحری اور فضائی افواج کو سبکدوش کر کے ملک کے اربوں ،کھربوں کے اخراجات کو بچانے کی کیا خوب ترکیب فرمائی ہے ؎

اس زلف کو پھبتی شب دیجور کی سوجھی
اندھے کو اندھیرے میں بہت دُور کی سوجھی

عدلیہ

(3)’’عبوری طور پر جج صاحبان پیش امام مسجد کی مدد کے لئے دے دئے جائیں اور بعد میں جب پیش امام اس قابل ہو جائے سند دے کر اُس کو بحال کیا جائے ۔اس طرح پرہیز گاری کے ماحول میں انصاف ہو سکتا ہے۔امام مسجد جو کہ محلّہ کے ہر فرد کو جانتا ہوگا، ہر فرد کے گھر کی کیفیت اس کے پاس درج ہوگی ۔گھریلو ضروریات اور دادفریاد سنے اور اس کا دادرسا بنے ،اسکو صحیح فیصلہ دے گا اور ضرورت مند کو حکومت سے امید دلائے گا‘‘۔

ضابطۂ فوجداری

(4)’’قاضی المحلہ چوری اور دوسرے جرائم کو روکے گا اور مجرموں کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ کر کوڑے مارنے کی سزا دے گا‘‘۔

(تبصرہ) ’’امام الہند‘‘ ابوالکلام آزاد تحریر فرماتے ہیں:

’’اسلام کے اس تیرہ سو برس کے عرصہ میں فقہاء کا قلم ہمیشہ تیغ بے نیام رہا ہے اور ہزاروں حق پرستوں کا خون ان کے فتووں کا دامنگیر ۔اسلام کی تاریخ کو خواہ کہیں سے پڑھو مگر سینکڑوں مثالیں کہتی ہیں کہ بادشاہ جب خونریزی پر آتا تھا تو دارالافتاء کا قلم اور سپہ سالار کی تیغ دونوں یکساں طور پر کام کرتے تھے۔

(مشاہیر اسلام۔ جلد اوّل صفحہ 151۔ ناشر صوفی پرنٹنگ پریس اینڈ پبلشنگ کمپنی ۔ منڈی بہاؤالدین پنجاب)

یہ تو اس زمانہ فیج اعوج کی بات ہے جب سپہ سالار اور دارالافتاء اور قاضی الگ الگ ہوتے تھے مگر ’’نظام مصطفیٰ‘‘ میں یہ سب عہدے امام مسجد کی شخصیت میں یکجا ہوں گے تا کوڑے مارنے یا پھانسی پر لٹکائے جانے کے عمل میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہ ہو اور بقول نواز شریف انصاف ہر ایک مظلوم کو اس کی دہلیز پر مل جائے اور اس کی لاش سے یہ آواز بھی بلند ہو سکے ؎

مرے بارے میں مرے سب فیصلے اُس نے کئے
اور مجھے ان فیصلوں سے بے خبر رکھا گیا

محکمۂ صحت

(5)’’مجرموں کے لئے جیل کی جگہ کی بجائے شفاخانے ہوں گے جس میں مجرموں کو صوفیانہ طریقہ سے جس کو سائیکالوجی کہتے ہیں اسلامی صوفیائے کرام کے طریقے سے تبلیغ کر کے کوئی بھی گنہگار ہوا سے اچھا شہری بنایا جاسکتا ہے‘‘۔(صفحہ3-4)

دفتر روزگار

(6)’’ہماری بہنیں جو کہ بدکاری میں مبتلا ہیں ان کے لئے دھندے اور روزگار مہیا کر کے انہیں سکھ چین کی زندگی بسر کرنے کے اور شادی کرنے کے مواقع فراہم کئے جاسکتے ہیں ۔ہماری بدچلن بہنوں کا کوئی منصفانہ حل اور شہر کے بیچوں بیچ سے گندگی کو دُور کیا جائے‘‘۔(صفحہ4)

وزارت تعلیم وصنعت

(7)’’انگریزی زبان ،انگریزی تہذیب ، انگریزی ڈھب کا قانون غرض یہ کہ وہ تمام چیزیں جس میں انگریزی کی بُو آتی ہو اور کسی نہ کسی انگریز کی غلامی کی زنجیر قائم رہتی ہے ان سب کو ملک سے نکال دینا ہوگا‘‘۔

(صفحہ2)

(تبصرہ)۔دوسرے لفظوں میں انگریزی زبان ، گریگورین کیلنڈر، تار برقی ، اسی طرح ریلوے، ہوائی جہاز، بسیں، عجائب گھر، یونیورسٹیاں، کوٹھیاں، سر بفلک عمارتیں، ریڈیو، ٹی وی اور انگریزی طرز کے لباس، فرنیچر وغیرہ پر ’’نظام مصطفیٰ‘‘ کے ’’بابرکت‘‘ دور کے آتے ہی پابندی لگادی جائے گی۔

قبل ازیں بیسوی صدی کے مفتیان عظام نے کار، ٹیلی فون اور لاؤڈ سپیکر کے استعمال کو ناجائز قرار دیا تھا ۔ان مقدس فتووں کو نظام مصطفیٰ کے ملکی آئین کی خصوصی دفعات میں شامل کیا جائے گا۔ ؎

کرم کے رنگ نہایت عجیب ہوتے ہیں
ستم بھی ایک طریقہ ہے مہربانی کا

(عدم)

(8)’’میٹرک کی سند انگریز نے اس لئے بنائی تھی کو میٹرک پاس حضرات کے کاندھے پر بندوق ٹیک کر نشانہ صحیح لگایا جائے۔ہمیں ہماری تعلیمی سند چاہیے۔ ہماری معیاری سند بچوں کو صوم وصلوٰۃ صوفیانہ طریقہ سے قلب صیقل کر کے حقوق العباد کے بعد کوئی ایسا ہنر جو اس کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرتا ہو معیاری سند دی جائے ...... ایکسپورٹ سکھانے والے ادارے اور صنعتی اداروں کا میل جول ایسا ہو جیسے باپ اور بیٹے کا ہو ...... ایکسپورٹ کے اداروں کو وہ چیزیں جو باہر بھیج کر زرمبادلہ کمایا جاسکتا ہے ایسی گھریلو صنعتیں سکھانے والے پرہیزگار ادارے اور کوآپریشنیں قائم کی جائیں اور ان لوگوں سے لے کر ایکسپورٹ کی جائیں‘‘۔(صفحہ5)

(تبصرہ)۔کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

مجلس صوفا اور مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ)

(9)’’حکومت مجلس شوریٰ کی بنی ہوئی ہونی چاہیئے جس میں لوگوں کے نمائندے ہوں گے ۔مجلس شوریٰ کے اوپر مجلس صوفا جو پانچ عمر رسیدہ ،پرہیزگار بزرگوں کی بنی ہوئی ہوگی جس میں فوجی، مذہبی، تعلیمی اور تجارتی شخصوں کی بنی ہوگی جو مجلس شوریٰ کی نگرانی کرے گی......اگر مجلس شوریٰ کا کوئی شخص خون (قتل) یا ڈکیتی یا لوٹ کھسوٹ میں مبتلا ہوگا تو مجلس صوفا اسے معزول کر دے گی ۔آخرکار مجلس صوفا کو مجلس شوریٰ کو منتشر کرنے کی طاقت ہوگی‘‘۔(صفحہ6-7)

(10)’’مجلس صوفہ کو منتخب کرنے والے بھی عمر رسیدہ ہوں گے ۔وہ اپنا پورا نام پتہ بھی بتائیں گے جس سے پتہ چلے گا کہ کن لوگوں نے منتخب کیا۔فوجی کو منتخب کرنے والے فوج کے وہ بزرگ فوجی ہوں گے جو صحیح طور پر اللہ سے ڈرنے والے اور اسلام اور پاکستان کے خیرخواہ ہوں گے۔ظاہر ہے کہ عمر کے ساتھ سمجھ بڑھتی ہے۔اب مجلس صوفہ کے پانچ حضرات میں سے وہ فوجی جب مجلس صوفہ میں آئے گا تو پاکستانی افواج کی صحیح بزرگانہ اور شفقت سے نمائندگی کرے گا۔اسی طرح مجلس صوفہ کے اور اراکین بھی عمر رسیدہ بزرگوں کے چنے ہوئے ہوں گے جو اپنے حلقہ کے چُنے ہوئے ہوں گے جو اپنے حلقہ کو بزرگانہ شفقت سے آگاہ کریں گے‘‘۔

(صفحہ 7-8)

(تبصرہ)۔’’بزرگانہ شفقت‘‘ کا یہ عجیب وغریب مظاہرہ ہے کہ پورے ملک کی سیاسی باگ ڈور عمر رسیدہ لوگوں کے ہاتھ میں دے دی جائے اور نوجوان کو صرف اپنی روزی کمانے کے دھندوں میں پھنسا دیا جائے ۔بڑھاپا ضروری نہیں کہ خداترسی اور شفقت ہی کا پیکر ہو۔

صوفیائے کرام کا تو یہ تجربہ ہے کہ جوانی میں توبہ کرنا شیوہ پیغمبری ہے ۔بڑھاپے میں ظالم اور خونخوار بھیڑیا بھی پرہیزگاری کا ڈھونگ رچا سکتا ہے۔

صدر مملکت

(11)’’مجلس صوفا کا امیر ملک کا بزرگ مانا جائے گا۔ہر وہ تعظیم جو فی الحال صدر کو دی جاتی ہے اس کا بھی حق دار ہوگا۔ہمیں انگلینڈ یا امریکہ کا کوئی طرز حکومت نہیں چاہیئے ہم اللہ کی حکومت چاہتے ہیں اللہ احکم الحاکمین ہے وہ ہمارے ملک کے امام یا امیر کو نبی اکرم ﷺ کے وسیلے سے حضور غوث الثقلین شاہ عبدالقادر جیلانی کے طفیل مراقبہ یا خواب میں باہر اور اندر کے دشمنوں کا سلوک سکھائے گا اس کی مدد کرے گا‘‘۔(صفحہ7)

(تبصرہ)۔سورۃ المائدہ آیت 45-46 میں مسلم حکمرانوں کو تاکیدی حکم دیا گیا ہے کہ وہ کتاب اللہ قرآن مجید کو مشعل راہ بنائیں ورنہ وہ خدا کے دفتر میں ظالموں فاسقوں اور کافروں میں شمار ہوں گے ۔اللہ تعالیٰ اور شہ لولاک خاتم الانبیاء ﷺ نے کہیں بھی غوث الثقلین کے مراقبہ کو اسلامی ریاست اور اس کے صدر کو سرچشمہ قرار نہیں دیا ۔یہ صرف بریلوی مسلک کے قبر پرست رہنماؤں کی ایجاد ہے جس کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

’’صدر مملکت‘‘ کے تعلق میں یہ بھی منشور میں لکھا ہے کہ اگر وہ بدچلن ہو جائے تو اس کو ایسی جگہ سے پکڑے گا جہاں سے اس کو پکڑے جانے کا گمان بھی نہ ہوگا‘‘۔

(صفحہ 7)

(تبصرہ)۔آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ کے ائمہ مضلّین اور نام نہاد علماء روئے زمین کی بدترین مخلوق ہوں گے اور ہر نوع کے فتنوں کی آماجگاہ۔اس بدقماش مخلوق کے خلاف ’’نظام مصطفیٰ‘‘ کی حکومت کیا اقدام کرے گی۔ انتخابی منشور اس بارہ میں بالکل خاموش ہے۔ ؎

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

’’ابابیل بم‘‘

(12) انتخابی منشور کے صفحہ 7 پر ’’نظام مصطفیٰ‘‘ کی انتہائی غرض وغایت یہ بتائی گئی ہے کہ اس کی برکت سے پاکستان ’’ابابیل بم‘‘ بنانے میں کامیاب ہو جائے گا۔اور پھر ساری دنیا امن کا گہوارہ بن جائے گی۔چنانچہ لکھا ہے:

’’اس قانون کو رائج کرنے میں مدد کر دیئے۔اگر یہ قانون رائج ہو جائے گا تو ایٹم بم تو کیا چیز ہے۔خدا کی قسم اللہ کی مہربانی سے اے پاکستانی بھائیو!تم ابابیل بم بناؤ گے اور دنیا تمہاری حفاظت میں چین کی نیند سو سکے گی۔ہر طرح کی شرانگیزیوں سے ڈرے گا کہ امن کے علمبردار جاگ رہے ہیں۔وہ ہمیں کوئی شرارت کرنے نہیں دیں گے‘‘۔

(صفحہ 7-8)

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں